اَوْفُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ (القرآن)

اِسلامی اَوزان

فاروق اصغر صارم

اَوۡفُوا الۡمِکۡیَالَ وَالۡمِیۡزَانَ بِالۡقِسۡطِ (ھود : 85)

اِسلامی اَوزان

اس کتاب میں عہدِ نبوی میں رائج کرنسی، ناپ، تول اور ماپ کے پیمانوں کی تفصیل درج ہے۔ نیز آج کے دور کے جدید پیمانوں سے ان کی تعیین و تحدید بیان کی گئی ہے۔

تالیف

فاروق اصغر صارم

ناشر

ادارۃ احیاء التحقیق الاسلامی گوجرانوالا

0554-218098

سلسلہ مطبوعات نمبر 6

نام کتاب ــــــــ اسلامی اوزان

مؤلف ــــــــ فاروق اصغر صارم

ناشر ــــــــ ادارۃ احیاء التحقیق الاسلامی گوجرانوالہ

کمپوزنگ ــــــــ محمد مصدق انصاری حافظ آباد

مؤلف کا پتہ

فاروق اصغر صارم۔ گلی نمبر 1 محلّہ داتا بخش، نوشہرہ روڈ، گوجرانوالہ

فون نمبر: 0554-218098 موبائل نمبر 0333-8109245

ہماری مطبوعات ملنے کے پتے

- اردو بازار لاہور ــــ مکتبہ اصحاب الحدیث، مکتبہ دار الفرقان، مکتبہ فیض الاسلام نعمانی کتب خانہ، مکتبہ اسلامیہ ، مکتبہ قدوسیہ ، مکتبہ سلفیہ مکتبہ دار السلام ، اسلامی اکیڈمی ، مسجد قادسیہ چوبرجی
- اردو بازار گوجرانوالہ ــ مدینہ کتاب گھر ، مکتبہ نعمانیہ، والی کتاب گھر مکتبہ حدیبیہ پیپلز کالونی ، مرکز الدعوۃ طیبہ روڈ
- فیصل آباد ــــــ مکتبہ اہل حدیث امین پور بازار
- کراچی ــــــ مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ اہل حدیث چوک. کورٹ روڈ

فہرست مضامین

فہرست مضامین

تقریظ

از

فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالمنان نور پوری حفظہ اللہ تعالیٰ

مدرس جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی قال: وأوفوا الکیل إذا کلتم وزنوا بالقسطاس المستقیم ذالک خیر و احسن تأویلا. والصلوۃ والسلام علی من أنزل علیه الکتاب بالحق و المیزان و نزل علیه الفرقان تنزیلا و علی آله و أصحابه الذین اتخذوا مع الرسول سبیلا.

امابعد ! اس فقیر الی اللہ الغنی عبدالمنان بن عبدالحق نور پوری نے مولانا فاروق اصغر صاحب صارم حفظہ اللہ الذی ہو بالغیب والشہادۃ عالم کی تصنیف لطیف ''اسلامی اوزان'' کو از اول تا آخر لفظ بلفظ بغور پڑھا۔ اسے اپنے موضوع پر جامع اور مستند پایا۔ بحسبِ علم و استطاعت اس کی لفظی و معنوی اخطاء کی تصویب و اصلاح بھی کی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ صارم صاحب کی اس تصنیف کو نیز ان کی دیگر تصانیف کو خواص وعوام میں مقبول فرمائے، آخرت میں ان کے لئے باعثِ اجر وثواب بنائے اور انہیں مزید صالحات وحسنات کی توفیق دے۔ آمین یارب العالمین۔

ابن عبدالحق

سرفراز کالونی گوجرانوالہ

۱۴۲۵/۵/۲۵ھ

بمطابق ۲۰۰۴/۷/۱۴

تقریظ

از

سماحۃ الشیخ الحافظ ثناء اللہ المدنی حفظہ اللہ تعالیٰ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى أمر المكلفين , أوفوا المكيال والميزان بالقسط , والصلوٰة و السلام علىٰ أعدل العادلين محمد المصطفىٰ صلى الله عليه وسلم وعلىٰ آله وأصحابه الذين اختارهم الله لصحبة نبيه ولإقامة دينه القويم وعلىٰ أتباعهم الذين ورثوا علمهم و بعد !

زیرِنظر تالیف مسمّٰی ''اِسلامی اَوزان'' تلمیذِ رشید صاحب التصانیف النافعہ الشیخ فاروق اصغر صارم حفظہ الباری من الشرور والفتن کی قابلِ قدر اور نادر الوجود عظیم کاوش ہے۔

مبتدی ومنتہی جملہ طبقات کے لئے یکساں مفید ہے۔ جامعیّت ووسعت کے اعتبار سے مختلف عہود واَدوار میں عہدِ نبوی کے مطابق ناپ تول وغیرہ کے پیمانوں کو محیط ہے اور فی الجملہ لائق ستائش عمل ہے۔۔۔۔۔ جزاه الله أحسن الجزاء

دعا گو ہوں رب العزت ان کی مساعی جمیلہ کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ آمین

الراقم :۔ ثناء اللہ بن عیسیٰ خاں

التاریخ : ۱۴۲۶/۱/۱۲ ھ

الموافق : 22-2-2005 م

ابتدائیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہ ،وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہ .اَمَّا بَعْدُ !

دین اسلام کے بعض احکام ایسے ہیں جو ماپ، ناپ اور تول سے متعلق ہیں چنانچہ ان کی ادائیگی اور تعین کے لئے عہد نبویؐ میں رطل، مد، صاع یا ذراع، میل اور فرسخ وغیرہ خاص پیمانوں کا استعمال ہوتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے انہیں حجاز کے پیمانوں کے مطابق بیان فرما دیا اور تاکید کردی کہ اَلْمِکْیَالُ مِکْیَالُ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ وَالْوَزْنُ وَزْنُ اَھْلِ مَکَّۃَ یعنی ماپ اہل مدینہ کا اور وزن اہل مکہ کا معتبر ہے (نسائی)

یہی وجہ ہے کہ محدثین اور ائمہ لغت نے ان کے بارے میں جملہ تفصیل کتب اسلامیہ میں مضبوط و محفوظ کرلی۔ یوں وہ قیمتی سرمایہ ہم تک پہنچ گیا لیکن پاک و ہند میں رہنے والا دینی علوم کا طالب علم ان کو سمجھنے میں دقت و مشکل محسوس کرتا ہے، جس کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

◉ اسلامی پیمانوں اور ان کی مقدار کی تفصیل سے متعلق اگرچہ چند قدیم کتابیں مارکیٹ یا بعض کتب خانوں میں دستیاب ہو جاتی ہیں لیکن وہ عربی زبان میں ہیں جن سے ایک عالم شخص یا منتہی طالب علم تو مستفیض ہوسکتا ہے جب کہ ایک مبتدی اور متوسط طالب علم یا کوئی عام پڑھا لکھا باذوق شخص جو عربی زبان میں مہارت اور پختگی نہیں رکھتا وہ اس علمی ذخیرہ سے صحیح طور پر مستفید نہیں ہوسکتا۔ حالانکہ یہ ضرورت تو اس کی بھی ہے نیز وہ کتب ہندی اور اعشاری نظام کی روشنی میں اوزان کی تعیین سے خالی ہیں۔ بایں وجہ اس کی خواہش وطلب اس امر کی متقاضی تھی کہ کوئی ایسی کتاب اردو زبان میں بھی دستیاب ہو جو اس کی علمی تشنگی کو بجھا سکے۔ مجھے امید واثق ہے کہ یہ کتاب

کسی حد تک اس کی دلی تمنا کو پورا کرے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

◉ ہمارے ہاں (پاک وہند میں) اہل عرب کے پیمانوں کے علاوہ اور طرح کے اوزان اور پیمانے رائج ونافذ ہیں مثلاً تولہ، چھٹانک اور سیر، من وغیرہ یا انچ، فٹ، گز اور میل۔ بلکہ اب تو یہ ہندی وبرطانوی اوزان اور پیمانے بھی عملاً ختم ہو چکے ہیں اور ان کی جگہ پر اعشاری نظام آ چکا ہے۔

لہذا دین اسلام کے ماپ، ناپ اور تول سے متعلق احکام کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی پیمانوں کی مقداریں اولاً پاک وہند کے پیمانوں میں اور پھر موجودہ اعشاری نظام میں ہمیں معلوم ہوں۔

◉ اسلامی اوزان وپیمائش کے متعلق علماء کی تحقیق میں کچھ اختلافات بھی پائے گئے ہیں مثلاً صاع کو ہی لیجئے، کوئی صاع حجازی کو معیار قرار دیتا ہے۔ جو کہ پانچ رطل اور تہائی رطل کے مساوی ہے تو کوئی صاع عراقی کو معیار قرار دیتا ہے۔ جو کہ آٹھ رطل کے برابر ہے۔ پھر برطانوی اوزان کے حساب سے کوئی صاحب صاع حجازی کی مقدار سَوا دو سیر بتاتا ہے تو کوئی پونے تین سیر کے قریب اور عراقی صاع کو معیار قرار دینے والے تقریباً تین سیر چھ چھٹانک کے قائل ہیں۔ اس بارے میں بھی تحقیق کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت ہر ایک کی ہے وہ چاہے مدرس ہو یا کوئی طالب علم، تاکہ اسے حقیقتِ حال سے شناسائی ہو اور صحیح موقف تک رسائی ہو۔

◉ علماء کرام سے دریافت کیا گیا اور مارکیٹ میں چکر لگائے گئے تاکہ اردو یا عربی زبان میں ایسی کتاب دستیاب ہو جائے جو اسلامی اوزان اور اسلامی پیمانوں کو عربی، ہندی اور اعشاری نظام کی روشنی میں بیان کرے اور علمی تشنگی باقی نہ رہے لیکن متعدد بار بسیار کوشش کے باوجود کامیابی نہ ملی بلکہ مایوسی ہوئی۔

مندرجہ بالا وجوہ کی بنا پر اور اپنی ضرورت، اہلِ علم کی طلب نیز عزیز طلبہ کے شوق بلکہ تکرار واصرار نے مجھے آمادہ کیا کہ میں خود ہی اس موضوع پر قلم اٹھاؤں۔ ارادہ تو کر لیا لیکن گوناگوں مصروفیات، درس وتدریس کے اوقات، دعوت وتبلیغ کے فرائض

کی بجا آوری نے پانچ سال تک اس موضوع پر لکھنے کا موقعہ مہیا نہ کیا۔اس سال دو ماہ کی سالانہ تعطیلات کی فرصت میں اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ماحول سے بے نیاز ہو کر فرسِ عزم پر سوار ہو گیا۔اللہ تعالیٰ سے دعا کی اکثر مصروفیات کو چھوڑ کر لائبریری کا ہی ہو گیا۔صحاح ستہ،شروحات، کتب فقہ،لغتِ عرب کی دستیاب کتب سے استفادہ کیا،اہل علم کے فتاویٰ جات سے خوشا چینی کی ،اسلاف کی تحقیقات سے مدد لی۔اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت شاملِ حال ہو گئی پھر تو شرح صدر ہوتا گیا،آگے بڑھتا گیا،علمی دریچے کھلتے چلے گئے اپنی قدرت و وسعت کے مطابق تفتیش و تحقیق میں جو صحیح نتیجہ حاصل کیا اسے یہ بندہ عاجز صفحۂ قرطاس پر سجاتا گیا جو اَب کتابی صورت میں ''اسلامی اوزان'' کے نام سے آپ کے ہاتھ میں ہے۔

میں نے اس کتاب کو مطول کی بجائے مختصر مگر جامع بنانے کی بھرپور کوشش کی ہے کیونکہ خَیْرُ الْکَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ بہتر کلام وہ ہوتا ہے جس کے الفاظ کم ہوں اور مطلب واضح۔

قارئین کرام! آپ کو اس کتاب میں درج ذیل مباحث و مضامین مطالعہ کے لئے ملیں گے۔

- اسلامی کرنسی کی تفصیل یعنی قیراط،دانق،درہم،دینار،اِستار اور اُوقیہ وغیرہ
- ماپنے کے اسلامی پیمانے یعنی رطل،مُدّ،صاع،فرق اور وسق وغیرہ
- پیمائش کے اسلامی پیمانے یعنی قُبضہ،شبر،ذراع،میل،فرسخ اور برید وغیرہ
- کتاب کے آخر میں مسافتِ قصر کی تحدید،سونا،چاندی،کرنسی اور حیوانات کا نصابِ زکوٰۃ نیز انگلیوں کی گرہوں پر اہل عرب کا گنتی کرنے کا طریقہ جیسے اہم مضامین کی تشریح ملے گی۔

اس کتاب کی تالیف میں جہاں اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد اور توفیق میرے شاملِ حال رہی وہاں میرے مشفق اساتذہ کرام فضیلۃ الشیخ حافظ ثناء اللہ حفظہ اللہ اور فضیلۃ الاستاذ

حضرت حافظ عبدالمنان نورپوری حفظہ اللہ کا بھی تعاون قدم بقدم رہا جنہوں نے اپنی قیمتی مصروفیات ولمحات کے باوجود اس کتاب پر نظر ثانی کی اور مفید مشوروں سے نوازا اللہ تعالیٰ انہیں خیر و برکت والی زندگی عطا کرے تا کہ اہل علم کی سرپرستی کرتے رہیں۔اس کتاب کے قارئین سے التماس ہے کہ میری بشری کمزوریوں اور علمی کوتاہیوں کی وجہ سے کوئی لغزش یا قلمی جھول دیکھیں تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں تا کہ اصلاح ہو سکے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ کتاب وسُنّت کی خدمت کرنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق بخشے اور اس کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے تا کہ یہ اُخروی نجات کے لئے توشہء آخرت بن جائے۔آمین!

طالبِ دُعا:

فاروق اصغر صارم

آف گوجرانوالہ

اول ، جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

ناپ تول کا نظام

وزن کے پیمانے

ہندی برطانوی اوزان		اعشاری اوزان	
8 چاول	= 1 رتی	10 ملی گرام	= 1 سینٹی گرام
8 رتی	= 1 ماشہ	10 سینٹی گرام	= 1 ڈیسی گرام
12 ماشے	= 1 تولہ	10 ڈیسی گرام	= 1 گرام
5 تولے	= 1 چھٹانک	10 گرام	= 1 ڈیکا گرام
16 چھٹانک	= 1 سیر	10 ڈیکا گرام	= 1 ہیکٹو گرام
4 چھٹانک	= 1 پاؤ	10 ہیکٹو گرام	= 1 کلو گرام
4 پاؤ	= 1 سیر	10 کلو گرام	= 1 میریا گرام
40 سیر	= 1 من	10 میریا گرام	= 1 کوئنٹل
27 من 22 سیر	= 1 ٹن	10 کوئنٹل	= 1 میٹرک ٹن

لمبائی کے پیمانے

ہندی برطانوی اوزان		اعشاری اوزان	
12 انچ	= 1 فٹ	10 ملی میٹر	= 1 سینٹی میٹر
3 فٹ	= 1 گز	10 سینٹی میٹر	= 1 ڈیسی میٹر
22 گز	= 1 چین	10 ڈیسی میٹر	= 1 میٹر
220 گز	= 1 فرلانگ	10 میٹر	= 1 ڈیکا میٹر
8 فرلانگ	= 1 میل	10 ڈیکا میٹر	= 1 ہیکٹو میٹر
1760 گز	= 1 میل	10 ہیکٹو میٹر	= 1 کلو میٹر

ہندی برطانوی پیمانے اوران کے متبادل اعشاری پیمانے

لمبائی کیلئے

ہندی برطانوی پیمانے		اعشاری پیمانے
1 انچ	=	25.4 ملی میٹر
1 فٹ	=	304.8 ملی میٹر
1 گز	=	914.4 ملی میٹر
1 فرلانگ	=	201.168 میٹر
1 میل	=	1.609 344 کلومیٹر

وزن کیلئے

ہندی برطانوی پیمانے		اعشاری پیمانے
1 رتی	=	121.5 ملی گرام
1 ماشہ	=	972.0 ملی گرام
1 تولہ	=	11.664 گرام
1 چھٹانک	=	58.320 گرام
1 پاؤ	=	233.280 گرام
1 سیر	=	933.120 گرام
1 من	=	37.324 80 کلوگرام
1 ٹن		1.016 میٹرک ٹن
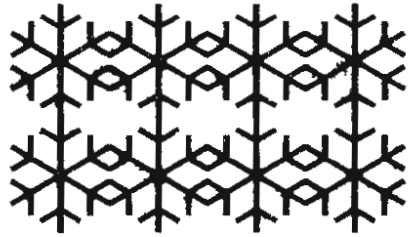
اسلامی کرنسی

1 —— قیراط

حدیث میں ذکر

(ا) رسول اللہ ﷺ نے اپنی قبل از نبوت زندگی کا ایک گوشہ یوں بیان کیا:
"کُنتُ اَرعَاھَا عَلیٰ قَرَارِیطَ لِأَھلِ مَکَّۃَ" کہ میں چند قیراط کے عوض مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ (صحیح بخاری 301/1)

(ب) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اونٹ خریدا۔ جب آپ نے قیمت ادا کی تو "زَادَنِی قیراطاً" مجھے ایک قیراط زیادہ دیا۔ (صحیح مسلم 29/2)

قیراط کا وزن عہدِ نبوی میں

صاحبِ قاموس اور علامہ شوکانیؒ قیراط کے وزن کے متعلق لکھتے ہیں "القیراطُ طَسّوجَانِ، جمعہ قراریط" ایک قیراط دو طسّوج کا ہوتا ہے۔ قیراط کی جمع "قراریط" ہے۔ القاموس 272/4 - نیل الاوطار 148/4)

"القیراط وھو نصف الدانق" ایک قیراط کا وزن نصف دانق ہے۔
(مرقات شرح مشکوٰۃ باب الاجارہ 135/6)

قیراط کا وزن برطانوی اور اعشاری نظام میں

قیراط کے وزن کے بارے میں محدثین اور فقہاء حنفیہ کا باہم اختلاف ہے۔ چنانچہ محدثین کے نزدیک ایک قیراط $\frac{1}{12}$ درہم کے مساوی ہے یعنی ایک درہم

میں بارہ قیراط ہوتے ہیں۔مفتی رشیدؒ احمد حنفی اوزان شرعیہ صفحہ 29 پر لکھتے ہیں ''حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک درہم بارہ قیراط کا بھی رائج تھا۔''

فقہائے حنفیہ کے نزدیک ایک قیراط $\frac{1}{14}$ درہم کے مساوی ہے یعنی ایک درہم میں چودہ قیراط ہوتے ہیں جیسا کہ دُرِّ مختار 29/2 اور البحرالرائق حاشیہ کنزالدقائق میں دیکھا جاسکتا ہے ان میں ایک قیراط پانچ جو کا اور درہم ستر جو کا درج ہے ملا علیؒ قاری حنفی نے قیراط کے بارے میں محدثین کا موقف اختیار کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں

القیراط هو نصف الدانق وهو سدس الدرهم کہ قیرااط نصف دانق کے برابر ہے اور دانق درہم کا $\frac{1}{6}$ ہے (مرقات شرح مشکوٰۃ باب الاجارۃ) موصوف نے دانق کو درہم کا $\frac{1}{6}$ قرار دیا تو نصف دانق درہم کا $\frac{1}{12}$ حصہ ہوا جو کہ ایک قیراط کے برابر ہے۔البتہ دونوں فریقوں کے نزدیک درہم کا وزن تقریباً ایک ہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ابتدائی اوزان میں فرق غیر محسوس ہوتا ہے جو بڑے اوزان میں جا کر بہت زیادہ فرق کا باعث بنتا ہے۔آپ یہی مثال لیجیے کہ اگر پانچ جو ایک قیراط کے وزن کے مساوی ہیں تو کیا ستّر جَو بارہ قیراط کے مساوی ہوتے ہیں یا چودہ کے؟ تو اس بارے میں فیصلہ قطعی اور یقینی نہیں کیونکہ جو کے بھاری یا ہلکا ہونے سے اور اس کے خشک یا تر ہونے سے فرق پڑ سکتا ہے اس ترقی یافتہ دور کی جدید ترین برقی مشینیں چند جو کا قطعی وزن بتانے میں آپس میں مختلف ہیں تو پہلے وقتوں میں مختلف اقسام کے جو کا ہاتھ کے ترازو سے وزن کرنے میں اتنا معمولی تفاوت ذرا بھی مستبعد نہیں۔یہی وجہ ہے کہ جناب مفتی رشیدؒ احمد صاحب حنفی کو کہنا پڑا کہ ''دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ قیراط دو رتی کے برابر یا اس سے بہت معمولی سا کم ہے۔(اوزان شرعیہ 3)

خلاصہ کلام

محدثین کے نزدیک ایک قیراط= $\frac{1}{12}$ درہم = $2\frac{1}{10}$ رتی =255.1 ملی گرام

فقھاء حنفیہ کے نزدیک ایک قیراط = $\frac{1}{14}$ درہم $1\frac{4}{5}$ رتی = 218.7 ملی گرام

۲ ـــــ دانق

روایت میں ذکر

اِکتری الحَسَنُ مِنْ عَبدِاللّٰہ بن مرداسٍ حمارًا فقالَ بِکَمْ؟ قالَ بِدَانقَیْنِ فَرَکِبَہ (صحیح بخاری 294/1) حسنؒ بصری نے عبداللہؓ بن مرداس سے گدھا کرایہ پر لیا اور پوچھا کتنی رقم؟ انہوں نے کہا۔ دو دانق۔ تو انہوں نے سواری کی۔

دانق فارسی لفظ اور فارسی پیمانہ ہے جو عراق وایران میں رائج تھا۔ دانق کی جمع دوانق یا دوانیق ہے۔ (المنجد ص 226)

عہدِ نبوی میں وزن:

صاحب قاموس رقم طراز ہیں:

"اَلدَّانَقُ قیراطان" ایک دانق دو قیراط کا ہوتا ہے۔ قاموس 272/4

ابنؒ اثیر لکھتے ہیں: "الدانقُ سدسُ الدرھم" دانق درہم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے۔ گویا ایک درہم میں چھ دانق ہوئے۔

"الدرھم ستۃ دوانیق والدانق قیراطان و القیراط طسّوجانِ وَالطَّسُّوجُ حَبَّتَانِ" نیل الاوطار 148/4، القاموس 272/4، کتاب الاموال 525

کہ دو جَے کا ایک طسّوج اور دو طسّوج کا ایک قیراط اور دو قیراط کا ایک دانق اور چھ دانق کا ایک درہم ہوتا ہے۔ ملا علیؒ قاری حنفی فرماتے ہیں الدانق ھو سدس الدرھم. دانق کا وزن $\frac{1}{6}$ درہم ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ محدثین کے نزدیک ایک دانق دو قیراط وزن کے مساوی ہوتا ہے جب کہ احناف کے نزدیک ایک دانق چار قیراط کا ہوتا ہے (بحر الجواہر بحوالہ اوزان شرعیہ از مفتی محمد شفیعؒ)

البتہ مُلّا علیؒ قاری حنفی نے اس مسئلہ میں بھی محدثین کا موقف اختیار کیا ہے جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا ہے۔

هندی اور اعشاری نظام میں وزن

محدثین کے نزدیک ایک دانق = دو قیراط یا $\frac{1}{6}$ درہم = $4\frac{1}{5}$ رتی = 510.3 ملی گرام

فقھاء حنفیہ کے نزدیک ایک دانق = چار قیراط = (ایک قیراط = $\frac{1}{14}$ درہم) $7\frac{1}{5}$ رتی = 874.8 ملی گرام

3 ــــ شرعی درہم

حدیث میں ذکر

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ’’فاذا کانت لک مائتا درھم و حال علیھا الحول ففیھا خمسة دراھم‘‘ ’’جب تیرے پاس دوسو درہم ہوں اور ان پر ایک سال گذر جائے تو ان میں پانچ درہم زکوٰۃ ہے۔ (ابوداؤد مع العون 11/2)

درہم کیا ہے

درہم کی حقیقت کے بارے میں صاحبِ منجد فرماتے ہیں ’’اَلدِّرْھَمُ قِطْعَةٌ مِنْ فِضَّةٍ مَضْرُوْبَةٍ لِلْمُعَامَلَةِ(یونانیةٌ) جمعه دَراھم‘‘ المنجد ص 214 درہم چاندی کا ڈھلا ہوا ایک ایسا سکہ ہے جسے لین دین کے معاملہ کے وقت استعمال کیا جاتا ہے اور یہ یونانی لفظ ہے اس کی جمع دراہم آتی ہے۔

عہدِ نبوی میں وزن

اہل عرب کے ہاں ایک درہم وزن میں دینار کا $\frac{7}{10}$ حصہ کے مساوی رہا ہے

علامہ شوکانی فرماتے ہیں ”امّا الدّرهمُ فَاجْمَعُوا علیٰ انّ کُلَّ سَبْعَةِ مَثَاقِيلَ عشرةُ دراهمَ والدرهمُ ستّةُ دوانيقَ“ کہ سات دینار وزن میں دس درہموں کے مساوی ہیں اور درہم چھ دانق کا ہوتا ہے۔
(نیل الاوطار 148/4، لسان العرب 491/10، کتاب الأموال ص 525)

ھندی میں وزن

ایک درہم = $\frac{21}{80}$ تولہ = 3 ماشہ اور $1\frac{1}{5}$ رتی

شیخ نواب قطب الدین دہلوی شارح مشکوٰۃ اپنی کتاب ”مظاہر حق“ میں تحریر فرماتے ہیں: درہم تین ماشہ ایک رتی اور پانچواں حصہ رتی کا ہوتا ہے۔ پس دوسو درہم چاندی چھ سو تیس ماشہ (ساڑھے باون تولہ) ہوتی ہے اور ان پر زکوٰۃ کے پانچ درہم ہیں 95/2

درج بالا وزن کی صحت پر دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی زکوٰۃ کے لئے دوسو درہم متعین فرمائے ہیں (جیسا کہ اوپر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ذکر ہوا ہے) اور پاک و ہند کے علماء کا اتفاق ہے کہ دوسو درہم کا وزن ساڑھے باون تولے بنتا ہے۔ چنانچہ جب ہم ساڑھے باون تولے کو دوسو درہم پر تقسیم کریں گے تو ایک درہم کا وزن $\frac{21}{80}$ تولہ ظاہر ہوگا جو 3 ماشہ اور $1\frac{1}{5}$ رتی کے مساوی ہے۔ ضرب تقسیم کی صورت درج ذیل ہوگی۔

$52\frac{1}{2}$ تولے $= \frac{105}{2} \times \frac{1}{200} = \frac{12}{1} \times \frac{21}{80} = \frac{63}{20}$ ماشے $= 3\frac{3}{20}$ ماشے

= 3 ماشے 1 رتی اور $\frac{1}{5}$ رتی

اعشاری نظام میں

$\frac{21}{80}$ تولے = 3 ماشے اور $1\frac{1}{5}$ رتی = 3.0618 گرام

4— شرعی دینار یا مثقال

حدیث میں ذکر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِی رُبُعِ دِينَارٍ" کہ جو شخص دینار کا چوتھا حصہ چوری کرے اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔
صحیح بخاری 1004/2

مثقال و دینار کیا ہے

صاحب منجد فرماتے ہیں "اَلدِّيْنَارُ ضَرْبٌ مِنْ قَدِيمِ النُّقُودِ الذَّهَبِيَّةِ" دینار سونے کا قدیم سکہ ہے۔ (ص 226)

عہدِ نبوی میں دینار کا وزن

اَلدِّيْنَارُ مِثْقَالٌ وَالْمِثْقَالُ دِرْهَمٌ وَثَلَاثَةُ اَسْبَاعِ درهمٍ " دینار مثقال ہوتا ہے اور مثقال $1\frac{3}{7}$ درہم کا ہوتا ہے۔
(نووی شرح مسلم 315/1، نیل الاوطار 148/4، مغنی 295/1، القاموس 272/4)

○ واضح رہے دینار کی جمع دنانیر اور مثقال کی جمع مثاقیل ہے۔

دینار کا وزن ہندی اور برطانوی نظام میں

ایک دینار = 4 ماشہ ، 4 رتی (ساڑھے چار ماشہ)
دلیل : سونے کی زکوۃ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بیس مثقال (دینار) مقرر فرمائے ہیں اور بیس مثقال کا وزن ساڑھے سات تولے ہے اس پر پاک و ہند کے علماء کا اتفاق ہے لہٰذا جب ساڑھے سات تولے کو بیس مثقال پر تقسیم کیا جائے تو ایک مثقال کا وزن وہی ہوگا جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ بصورت تقسیم وضرب یوں ہو گا۔

$7\frac{1}{2}$ تولے = $\frac{15}{2} \times \frac{1}{20} = \frac{3}{8} \times 12 = \frac{9}{2}$ ماشہ $= 4\frac{1}{2}$ ماشہ

اعشاری وزن

4 ماشہ، 4 رتی = 4.374 گرام

---

5 ــــ اِستار

عہدِ نبوی میں وزن

الاستارُ هو اربعةُ مَثاقيلَ و نصفُ مثقالٍ

ایک استار ساڑھے چار مثقال (دینار) کا ہوتا ہے۔

(القاموس 519/2، 272/4)

وزن ہندی میں

پیچھے ہم نے ایک مثقال کا وزن ساڑھے چار ماشہ درج کیا تھا - لہذا ایک ''استار'' (یعنی ساڑھے چار مثقال) کا وزن درج ذیل ہوگا۔

ایک استار = ایک تولہ، آٹھ ماشہ اور دو رتی

اعشاری نظام میں

19.683 گرام

---

6 ــــ نَشّ

حدیث میں ذکر

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: كَانَ صَدَاقُه لِأزْوَاجِه ثِنْتَيْ عَشَرَةَ أوقِيَةً و نَشًا کہ آپ کا اپنی بیویوں کیلئے حق مہر (عموماً)

بارہ اوقیہ اور ایک نش (نصف اوقیہ) تھا۔ (صحیح مسلم 458/1)

عہدِ نبوی میں وزن

اہل علم یعنی محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ "نش" نصف اوقیہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ابن اثیر لکھتے ہیں: النش نصف اوقية وهو عشرون درهماً۔ ایک نش نصف اوقیہ کا ہوتا ہے جو کہ بیس درہم ہوتے ہیں۔ (النھایۃ 56/5، القاموس 373/4)

ہندی برطانوی وزن

ایک درہم 3 ماشہ، $1\frac{1}{5}$ رتی x 20 درہم = 1 چھٹانک، 3 ماشے

اعشاری نظام

1 چھٹانک، 3 ماشہ = 61.236 گرام

---

7 — اُوقیہ

حدیث میں ذکر

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ليس فيما دون خمس أواق صدقة پانچ اوقیہ (چاندی) سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔ (صحیح بخاری 194/1)

اہل عرب میں وزن

"اجمع أهل الحديث و أئمة اللغة على ان الأوقية اربعون درهماً و هي أوقية اهل الحجاز" ائمہ حدیث اور اہل لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ ایک اوقیہ میں چالیس درہم ہوتے ہیں اور یہ اہل حجاز کا اوقیہ ہے۔

(نووی شرح مسلم 315/1، قاموس 648/4، النھایۃ 217/5

نیل الاوطار 148/4 کتاب الاموال لابی عبید ص 524)

ہندی برطانوی میں وزن

ایک درہم = 3 ماشہ ، $1\frac{1}{5}$ رتی x 40 درھم

= 2 چھٹانک ، 6 ماشہ

اعشاری وزن

2 چھٹانک ، 6 ماشے = 122.472 گرام
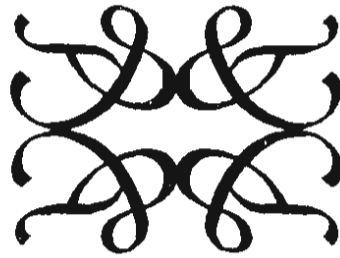
اوزان کے لئے اسلامی پیمانے

1 ــــــ خردل (رائی)

حدیث میں ذکر

حدیثِ شفاعت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ أَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ ''اے فرشتو! ہر اس شخص کو جہنم سے نکال لو جس کے دل میں ''خردل'' یعنی رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے'' (صحیح بخاری 1/ 8)

وزن

خردل ایک پودا ہے جس کا دانہ سرسوں کی طرح ہوتا ہے۔ غایۃ البیان میں ہے کہ خردل کا وزن نصف چاول کے برابر ہوتا ہے۔ (اوزان شرعیہ ص9)

خردل کا ایک دانہ = $\frac{1}{16}$ رتی = 7.59 ملی گرام

---

2 ــــــ اُرُزّ (چاول)

حدیث میں ذکر

رسول اللہ ﷺ نے سابقہ امت کے تین آدمیوں کا ذکر فرمایا جو ایک غار میں

پھنس گئے تھے اور انہوں نے نکلنے کے لئے اپنے نیک اعمال کا ذکر کیا چنانچہ ایک شخص نے کہا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اسۡتَأجرتُ اَجیراً بِفَرَقِ اَرُزٍّ (صحیح بخاری 314/1)

اے اللہ! میں نے چاولوں کے ایک فرق کے عوض ایک مزدور رکھا تھا۔

وزن

وَالْأَرُزُّ خَرۡدَلَتَانِ حَدِیۡثَتَانِ مِنَ الۡخَرۡدلِ الۡبَرِّی (اوزان شرعیہ بحوالہ غایۃ البیان، مصباح) ایک چاول جنگلی رائی کے تازہ دو دانوں کے برابر ہوتا ہے۔

ایک چاول = دو دانہ رائی = $\frac{1}{8}$ رتی = 15.18 ملی گرام

---

3 ——— حَبَّۃ (دانہ)

حدیث میں لفظ حَبَّۃ کا ذکر

جناب تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے "مَنِ ارۡتَبَطَ فَرَسًا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ثُمَّ عَالَجَ عَلَفَہٗ بِیَدِہٖ کَانَ لَہٗ بِکُلِّ حَبَّۃٍ حَسَنَۃ" جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں گھوڑا باندھا پھر اسے اپنے ہاتھ سے چارہ مہیا کیا تو اس شخص کے لئے ہر ایک دانے کے بدلے نیکی ہوگی۔

(ابن ماجہ کتاب الجہاد)

وزن

قاضی شوکانیؒ اور صاحب قاموس وغیرھما لکھتے ہیں:

"اَلْحَبَّةُ سُدُسُ ثُمُنِ دِرْهَمٍ وَ هُوَ جُزْءٌ مِّن ثَمَانِيَةٍ وَّ اَرْبَعِينَ جُزْءً مِّن دِرْهَم" ایک حبۃ (دانہ) درہم کا $\frac{1}{48}$ حصہ ہوتا ہے۔

(نیل الاوطار 148/4، القاموس 272/4)

الغرض ایک حبۃ = $\frac{1}{48}$ درہم = $4\frac{1}{5}$ چاول = 63.78 ملی گرام

4 ــــ طَسُّوج

وزن

الطَّسُّوجُ حَبَّتَانِ ۔ اَلطَّسُّوجُ رُبُعُ الدَّانِقِ ایک طسوج دو حبۃ (دو دانے) کا ہوتا ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ ایک طسوج دانق کا $\frac{1}{4}$ حصہ ہوتا ہے۔ (جمع طساسیج یا طسوجات) (ملاحظہ ہو نیل الاوطار 148/4، القاموس 272/4، 76/3)

لہٰذا: ایک طسوج = 2 دو دانے = $\frac{1}{24}$ درہم

وزن برطانوی اور اعشاری نظام میں

$1\frac{1}{20}$ رتی = 127.57 ملی گرام

5 ــــ رطل

حدیث میں ذکر

جناب انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَتَوَضَّأُ بِإِنَاءٍ يَسَعُ رِطْلَيْنِ وَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے برتن سے وضو کرتے جس میں دو رطل پانی کی گنجائش ہوتی تھی اور ایک صاع پانی سے غسل کر لیتے تھے۔

(ابوداؤد مع عون 35/1)

عہدِ نبوی میں رطل کا وزن

اَلرِّطْلُ اِثْنَتَاعَشَرَةَ أُوْقِيَّةً وَ الْأُوْقِيَّةُ إِسْتَارٌ وَ ثُلُثَا إِسْتَارٍ وَالإِسْتَارُ اَرْبَعَةُ مَثَاقِيْلَ وَ نِصْفٌ وَالْمِثْقَالُ درهمٌ وَ ثَلٰثَةُ اَسْبَاعِ درهمٍ ۔ایک رطل بارہ اوقیہ کا ہوتا ہے۔اوقیہ ایک استار اور دو تہائی استار کا ہوتا ہے اور ایک استار میں ساڑھے چار مثقال ہوتے ہیں جبکہ مثقال ایک درہم اور ایک درہم کے سات حصوں میں سے تین حصے کا ہوتا ہے لہٰذا ایک مثقال $1\frac{3}{7}$ یعنی $\frac{10}{7}$ درہم کا ہوتا ہے۔

(دیکھئے القاموس 272/4،لسان العرب حرف لام ص285)

مندرجہ بالا عبارت سے واضح ہوا کہ ایک رطل بارہ اوقیہ کا ہوتا ہے۔پھر اوقیہ کا وزن $1\frac{2}{3}$ استار بتایا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ ایک رطل میں کل بیس (20) استار ہوتے ہیں پھر ایک استار کا وزن $6\frac{3}{7}$ درہم یا ساڑھے چار مثقال بیان کیا گیا ہے۔

جب ایک استار $6\frac{3}{7}$ درہم کا ہوا تو چونکہ رطل میں کل بیس (20) استار ہوتے ہیں لہٰذا ایک رطل میں کل $128\frac{4}{7}$ درہم ہوئے۔وہ اس طرح:

$$128\frac{4}{7} = \frac{900}{7} = \frac{20}{1} \times \frac{45}{7} = 6\frac{3}{7}$$ درہم

اگر مثقال کے حساب سے دیکھیں گے تو چونکہ ایک استار ساڑھے چار مثقال کا ہوتا ہے چنانچہ ساڑھے چار کو بیس کے ساتھ ضرب دی تو حاصل جواب نوّے (90) مثقال ہوا پھر ایک مثقال میں $1\frac{3}{7}$ یا $\frac{10}{7}$ درہم ہوتے ہیں جب اسے نوّے کے ساتھ ضرب دی تو حاصل جواب $128\frac{4}{7}$ درہم ہوا جو رطل کا وزن قرار پایا۔وہ اس طرح کہ:

ساڑھے چار $= 4\frac{1}{2} = \frac{9}{\cancel{2}} \times \frac{\overset{10}{\cancel{20}}}{1} \times \frac{10}{7} = \frac{900}{7} = 128\frac{4}{7}$ درہم

الغرض رطل کا وزن معلوم کرنے کیلئے جب ہم $6\frac{3}{7}$ درہم فی استار کے حساب

سے دیکھتے ہیں تو جواب میں رطل کا وزن $128\frac{4}{7}$ درہم آتا ہے اور اسی طرح جب ہم ساڑھے چار مثقال فی استار کا حساب لگاتے ہیں تو تب بھی رطل کا وزن $128\frac{4}{7}$ درہم بنتا ہے۔لہٰذا ہر دو اعتبار سے ایک رطل کا وزن $128\frac{4}{7}$ درہم ہے۔ یہی جمہور محدثین کی رائے ہے چنانچہ امام نووی اس بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

و فی رطلِ بغداداقوالٌ اَظْهَرُهاأنه مائة درهمٍ و ثمانية وعشرون درهمًا و اربعةُ أسباعِ درهمٍ کہ بغدادی رطل کی مقدار کے متعلق مختلف اقوال ہیں ان میں سب سے واضح اور مناسب قول یہ ہے کہ ایک رطل ایک سو اٹھائیس درہم اور $\frac{4}{7}$ درہم کا ہوتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی 315/1۔نیز دیکھئے نیل الاوطار 272/1۔المغنی 295/1)

زھر الربی حاشیہ سنن نسائی کے صاحب اپنا فیصلہ ان الفاظ میں صادر کرتے ہیں۔

فَالرِّطلُ مائة واحدة و ثمانية و عشرونَ درهمًا 348/1 پس رطل ایک سو اٹھائیس درہم کا ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ محشی نے کسر سے قصداً صرفِ نظر کیا ہے۔

قصہ مختصر یہ کہ ایک رطل کا صحیح قدیمی عربی وزن $128\frac{4}{7}$ درہم ہے۔

رطل کا وزن ہندی اور برطانوی نظام میں

ہماری تحقیق کے مطابق رطل کا برطانوی اوزان میں صحیح وزن چھ چھٹانک، تین تولے اور نو ماشے ہے۔اس کے دلائل درج ذیل ہیں۔

پہلی دلیل بحساب درہم

سابقہ تحقیق کی روشنی میں ایک رطل کا وزن $128\frac{4}{7}$ درہم قرار پایا اور ایک درہم ہندی وزن کے مطابق $\frac{21}{80}$ تولہ کا ہوتا ہے۔

کیونکہ پاک و ہند کے علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ زکوٰۃ کے سلسلے میں چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے چاندی ہے اور حدیث میں دو سو درہم کی تعیین ہے

جب ساڑھے باون تولہ وزن کو دو سو درہم پر تقسیم کیا جائے گا تو جواب $\frac{21}{80}$ تولہ آئے گا جو ایک درہم کا وزن ہوا۔ پھر $\frac{21}{80}$ کو $128\frac{4}{7}$ درہم (جو کہ ایک رطل کا وزن ہے) سے ضرب دیں گے تو جواب میں ایک رطل کا برطانوی وزن چھ چھٹانک تین تولے اور نو ماشے ہی آئے گا۔ تقسیم وضرب کے عمل کو ذیل میں وضاحت کے ساتھ دیکھئے:

$$128\frac{4}{7} = \frac{\cancel{900}^{\cancel{18}\,9}}{\cancel{7}} \times \frac{\cancel{21}^{3}}{{}_{4}\cancel{80}} \times \frac{1}{\cancel{5}} = \frac{27}{4}\text{ چھٹانک} = 6\frac{3}{4}\text{ چھٹانک}$$

رطل ، درہم ، چھٹانک

= 6 چھٹانک 3 تولے 9 ماشے

دوسری دلیل بحساب دینار

اک رطل نوے مثقال (دینار) کا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے اور ایک مثقال $\frac{3}{8}$ تولے کا ہوتا ہے۔ کیونکہ اہل علم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ زکوٰۃ میں سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے ہے اور حدیث میں بیس (20) مثقال کا ذکر ہے جب ساڑھے سات کو بیس پر تقسیم کیا گیا تو جواب $\frac{3}{8}$ آئے گا جو ایک دینار کا وزن ہوگا جب ایک دینار کا وزن $\frac{3}{8}$ تولہ ہوا تو اسے 90 دینار کے ساتھ ضرب دی تو جواب میں ایک رطل کا وزن 6 چھٹانک، 3 تولے اور 9 ماشے ظاہر ہوا۔ اس عمل میں تقسیم و ضرب کی صورت ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

$$7\frac{1}{2} = \frac{\cancel{15}^{3}}{2} \times \frac{1}{2\cancel{0}} \times \frac{9\cancel{0}}{1} \times \frac{1}{\cancel{5}} = \frac{27}{4}\text{ چھٹانک} = 6\frac{3}{4}\text{ چھٹانک}$$

= 6 چھٹانک 3 تولے 9 ماشے

تیسری دلیل بحساب استار

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ ایک رطل میں بیس استار ہوتے ہیں اور ایک استار کا برطانوی وزن (باتفاق اہل علم) ایک تولہ، آٹھ ماشہ اور دو رتی ہے۔ استار کا یہی وزن جناب مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنی کتاب اوزان شرعیہ کے آخر میں درج کیا ہے۔

چنانچہ جب ہم اسے ضرب دے کر بیس استار کا وزن معلوم کریں گے تو جواب ہوگا۔ 6 چھٹانک، 3 تولے اور 9 ماشے۔ اس عبارت کی صورت عمل یوں ہوگی۔

ایک تولہ، آٹھ ماشہ اور 2 رتی $= \cancel{162}^{\cancel{54}\,27} \times \cancel{20}^{4} \times \frac{1}{\cancel{8}_{2}} \times \frac{1}{\cancel{12}_{4}} \times \frac{1}{\cancel{5}} = \frac{27}{4}$ چھٹانک

(رتی، استار، ماشے، تولے، چھٹانک)

$\frac{27}{4}$ چھٹانک $= 6\frac{3}{4} =$ 6 چھٹانک 3 تولے 9 ماشے

رطل کا وزن اعشاری نظام میں

مختلف طریقوں اور دلائل سے واضح ہو گیا کہ ایک رطل کا برطانوی وزن 6 چھٹانک، 3 تولے اور 9 ماشے ہے تو اعشاری نظام میں ایک تولہ 11.664 گرام کے برابر ہے لہٰذا ایک رطل کا وزن 393.660 گرام بنتا ہے۔

قصہ مختصر ایک رطل کا عربی وزن: $128\frac{4}{7}$ درہم

ایک رطل کا ہندی برطانوی وزن: 6 چھٹانک 3 تولے، 9 ماشے

ایک رطل کا اعشاری وزن: 393.660 گرام

---

6 ــــــــــ مُدّ

حدیث میں ذکر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ اِلٰى خَمْسَةِ اَمْدَادٍ وَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ یعنی نبی ﷺ ایک صاع سے لے کر پانچ مد (پانی) تک غسل کر لیا کرتے تھے اور ایک مد پانی سے وضو کر لیتے تھے۔ (صحیح بخاری 33/1)

مُدّ کی وجہ تسمیہ

صاحب قاموس مد کے وزن اور اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں رقمطراز ہیں

وَالْمُدُّ مِکْیَالٌ وھو رطلانِ أو رطلٌ و ثُلُثٌ أو مِلءُ کَفَّیِ الانسانِ المُعتَدِلِ اذ مَلَأَھُما وبہ سُمِّیَ مُدّاً وقد جرّبتُ ذالِکَ فَوَجَدتُہ صَحِیحاً (216/4)

مد ماپنے کا ایک پیمانہ ہے جو کہ دو رطل یا ایک رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے یا جنس کی اتنی مقدار جو معتدل آدمی کے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں بھر کر ہو اسی وجہ سے اس کا نام "مد" ہے۔ (اسے اُردو میں "اوک" اور پنجابی میں "بُک" کہتے ہیں۔)

صاحب قاموس فرماتے ہیں کہ میں نے اس مقدار کا تجربہ کر کے دیکھا تو اسے درست پایا۔

علامہ ابن اثیرؒ لکھتے ہیں:

اِنّ اَصلَ الْمُدِّ مُقَدَّرٌ ان یمدّ الرَّجلُ یدیہ فَیَملأُ کَفَّیہِ طَعَامًا کہ مد جنسِ طعام کی اس مقدار کو کہتے ہیں جس سے آدمی اپنی دونوں ہتھیلیاں بھر لے۔

(نھایۃ 308/4)

یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب کے مشہور مفتی و عالم شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ اور اس کی کمیٹی "ھَیئَۃُ الکبار" کے اراکین نے کہا ہے کہ "صدقہ فطر ادا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ معتدل ہاتھوں والا آدمی دونوں ہاتھوں کی لپیں یعنی اوک چار مرتبہ بھر کر دے دے۔

نوٹ:

مد کو بعض روایات میں "مکوک" بھی کہا گیا ہے۔ (دیکھئے مکوک کی بحث)

اہل حجاز میں مد کا وزن

مد کے وزن میں اہل علم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ درحقیقت اس اختلاف کا سبب ''صاع نبوی'' کی مقدار میں اختلاف کا پایا جانا ہے۔

ابن اثیرؒ ''نہایة'' میں لکھتے ہیں:

''اَلـمُدُّ هو رطلٌ و ثلث بالعراقي عند الشافعيؒ و أهل الحِجاز وهوَ رطلانِ عند ابیؒ حنيفة وأهلِ العراق''

امام شافعی او اہل حجاز کے نزدیک ایک مد، ایک رطل اور تہائی رطل کا ہے جب کہ امام ابوحنیفہؒ اور اہل عراق کے ہاں ایک مد دو رطل کا ہے (308/4)

علامہ عینیؒ ''حديث كان يتوضأ بالمدّ'' کے تحت لکھتے ہیں:

الـمُدُّ هو رطلانِ عند ابیؒ حنيفة و عند الشافعيؒ رطل و ثلث بالعراقی (96/3)

کہ ابوحنیفہؒ کے نزدیک مد میں دو رطل ہوتے ہیں جب کہ امام شافعیؒ کے ہاں ایک رطل اور دو تہائی رطل بغدادی (94/3)

علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں کہ مد کا وزن دو رطل ہونے کے بارے میں ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

يجزئ في الوضوء رطلان کہ وضو میں دو رطل پانی کفایت کر جاتا ہے۔ پھر موصوف اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس میں ایک راوی شریک بن عبداللہ ہے جو کہ مدلس ہے امام عبداللہ بن مبارک اور یحیٰ بن سعید قطان کے نزدیک متروک ہے۔ ہر صحیح روایت سے ثابت ہے کہ آپؐ مد کی دو تہائی سے وضو کر لیا کرتے تھے۔

(المستدرک، صحیح ابن حبان) تفصیل کیلئے دیکھئے محلّٰی ابن حزمؒ 241/5

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: ''دور نبوت میں ایک مد $1\frac{1}{3}$ رطل کا تھا اور صاع $5\frac{1}{3}$ رطل کا ہوتا تھا۔ بعد ازاں دور ہشام میں ایک مُد دو رطل کا اور ایک صاع آٹھ رطل کا مقرر کیا گیا۔ پھر اس کے بعد عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں مزید اضافہ کر دیا گیا کہ مُد کا وزن چار رطل اور صاع سولہ رطل کر دیا گیا حتیٰ کہ ہاشمی دور میں مُد آٹھ رطل کا ہو گیا چنانچہ سائبؓ بن یزید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کا صاع آج کے ایک مُد اور تہائی مُد کے مساوی تھا۔ عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانہ میں اس میں اضافہ کر دیا گیا۔ (صحیح بخاری 993/2)

الغرض مُد کی تعیین و تقدیر میں اہل علم کے متعدد اقوال ہیں۔ اہل حجاز یعنی مکہ اور مدینہ کے علماء ''مُد'' کا وزن عراقی رطل کے حساب سے ایک رطل اور تہائی رطل قرار دیتے ہیں۔ اہل عراق کے بعض علماء ایک مُد دو رطل کے مساوی سمجھتے ہیں بعض ایک مُد چار رطل اور بعض آٹھ رطل کے برابر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

فیصلہ

(1) رسول اللہ ﷺ نے حجاز یعنی مکہ مدینہ میں زندگی گزاری یہی علاقہ دین اسلام کا سرچشمہ اور وحی کا مرکز و محور رہا۔ علاوہ ازیں زکوٰۃ، فطرانہ کفارات وغیرھا کی ادائیگی کے احکام یہیں سے صادر ہوئے۔ لہٰذا احکامِ اسلام میں وزن وہی معتبر ہونا چاہیے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں رہنے والوں کے ہاں معروف اور رائج تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''المكيالُ مكيالُ أهلِ المدينة والوزن وزنُ أهلِ مكة۔ ماپ اہل مدینہ کا اور وزن اہل مکہ کا معتبر ہے۔ (سنن نسائی مع التعلیقات 285/1)

اس روایت کی روشنی میں ہم یہ کہنے اور لکھنے پر مجبور ہیں کہ ایک حجازی مُد کا وزن عراقی رطل کے حساب سے ایک رطل اور تہائی رطل ہے کیونکہ اہل حجاز میں یہی رائج اور

نافذ تھا۔ یہی مُد نبوی ہے چنانچہ پچھلے صفحہ پر اس بارے میں متعدد شہادتیں ذکر ہو چکی ہیں۔ علاوہ ازیں:

② عبداللہ بن احمدؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد امام احمدؒ بن حنبل نے بتایا کہ انہوں نے نبی ﷺ کے مُد کا وزن گندم کے ساتھ کیا تو وہ ایک رطل اور تہائی رطل تھا (محلّٰی ابن حزم 245/5)

③ اصحابؓ رسول ﷺ زکوٰۃ وصدقات اور کفارات کی ادائیگی ''مُد نبوی'' کے حساب سے ہی کیا کرتے تھے اور کسی مُد وصاع کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ چنانچہ ابن حزمؒ لکھتے ہیں:

''وَجَدْنَا أَهلَ المدينةِ لا يختلفُ منهم اثنانِ فِي اَنّ مُدّ رسو ل الله ﷺ الذى بهٖ تُؤدّى الصدقات ليس اكثر من رطلٍ و نصفِ رطلٍ و لا اقلّ مِن رطل و رُبعٍ و قال بعضهم :رطل و ثلث '' کہ ہم نے اہل مدینہ کو پایا کہ وہاں کے دو آدمیوں میں بھی اختلاف نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا ''پیمانہ مُد'' جس کے ساتھ وہ صدقات وزکوٰۃ وغیرہ دیتے تھے وہ ڈیڑھ رطل سے زیادہ اور سوا رطل سے کم نہ تھا۔'' اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ وہ ایک رطل اور تہائی رطل تھا (محلّٰی ابن حزمؒ 245/5)

④ صحیح بخاری میں حضرت نافع کا بیان ہے: كَانَ ابنُ عُمَرَ يُعطِى زكوٰةَ الفطر مِن رَمَضانَ بِمدّ النّبِيّ صلى الله عليه وسلم اَلمُدِّ الاوّلِ وَ فِى كفارةِ اليَمينِ بِمدِّ النبيّ صلى الله عليه وسلم (993/2) حضرت عبداللہ بن عمرؓ صدقۃ الفطر اور کفارہ قسم پہلے مُد یعنی ''مُد نبوی'' کے حساب سے دیا کرتے تھے۔ اسی روایت کے آگے یہ بھی مرقوم ہے کہ ابوقتیبہؒ فرماتے ہیں ''امام مالکؒ نے مجھے کہا۔ ہمارا یعنی اہل مدینہ کا ''مُد'' تمہارے عراقی ''مُد'' سے زیادہ افضل اور عظمت والا ہے۔

کیونکہ ہم اسی مد کو افضل سمجھتے ہیں جسے رسول اللہ ﷺ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ پھر کہا، کیا خیال ہے؟ اگر کوئی حاکم آ کر نبوی مُد سے چھوٹا مُد رائج کر دے تو تم کس مُد سے فطرانہ و کفارہ ادا کرو گے؟ میں نے کہا ہم تو نبوی مُد سے ادا کریں گے۔ امام مالک نے فرمایا: تو معلوم ہوا کہ اصل اور معتبر ''نبوی مُد'' ہے۔

(5) بشرؒ بن عمر کا بیان ہے کہ میں نے امام مالکؒ سے کہا۔ مجھے ''مُد نبوی'' دیجئے۔ چنانچہ امام موصوف نے ایک نوجوان کے ذریعے مُد منگوایا۔ وہ نوجوان مُد لے کر آیا اور اس نے مجھے تھما دیا۔ میں نے وہ مُد امام مالکؒ کو دکھایا اور پوچھا کیا یہی مُد نبوی ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں یہی ''مُد نبوی'' ہے۔ خود میں نے تو دور نبوی نہیں پایا۔ البتہ ہم اسی مُد سے ''مُد نبوی'' کی تعیین کرتے ہیں۔ میں نے کہا عشر صدقات اور کفارات اسی مُد کے حساب سے ادا کیے جائیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ ہم اہل مدینہ اسی سے ادا کرتے ہیں۔ میں نے پھر کہا: اگر کوئی شخص صدقہ فطر اور قسم کا کفارہ اسے بڑے مُد سے ادا کرنا چاہے تو درست ہوگا؟ امام صاحب نے فرمایا: ہرگز نہیں۔ بلکہ اسے چاہیے کہ وہ اسی مُد سے ادا کرے۔ اس کے بعد مزید جو (نفلی طور پر) دینا چاہتا ہو ادا کرے۔ (سنن دارقطنی مع التعلیق 151/2)

(6) ابن ہمامؒ حنفی لکھتے ہیں:

ابن ہمامؒ حنفی دینار کے وزن کے متعلق اختلاف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فالدینارُ عندَھم (ای اھل الحجاز) مِائة شعِیرة و عندَ اھلِ سمرقند ستّة و تِسعُون شعیرةً (اِلٰی قولہ) فلا حاجةَ الی الاشتغال بتقدیر ذالک و ھو تعریف الدینار علٰی عرف سمرقند و تعریف دینار الحجاز ھو المقصود اذالحکم قَد خرجَ مِن ھناک و یوضح ذالک قولہ ﷺ ''المکیال مکیال اھل المدینة والوزن وزن اھل مکة (فتح القدیر 523/1)

اہل حجاز کے نزدیک ایک دینار سو جو کا ہے او اہل سمر قند کے نزدیک چھیانوے جو کا (پھر فرمایا) مگر اہل سمر قند کے وزن کی تحقیق میں پڑنا فضول ہے کیونکہ مقصود اس جگہ حجازی وزن ہے کیونکہ حکم زکوٰۃ وہیں سے نکلا ہے اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: کہ ماپ اہل مدینہ کا اور وزن اہل مکہ کا معتبر ہے۔ نسائی نے اس حدیث کو روایت کیا جو کہ صحیح ہے (منقول از اوزان شرعیہ مؤلف مفتی محمد شفیع مرحوم ص 6)

عرض یہ ہے کہ وزن دینار کے متعلق جس سوچ و فکر کا اظہار درج بالا عبارت میں کیا گیا ہے۔ یہی سوچ و فکر ''مُد حجازی'' کے بارے میں کیوں نہ پیدا ہوئی انصاف کا تقاضا تھا کہ مُد حجازی کے بارے میں بھی اسی قسم کے الفاظ ہوتے کہ ''اہل حجاز کے نزدیک ایک ''مُد حجازی'' ایک رطل اور تہائی رطل کا ہے اور اہل عراق کے نزدیک دو رطل کا۔ (پھر فرماتے) مگر اہل عراق کے وزن کی تحقیق میں پڑنا فضول ہے کیونکہ مقصود اس جگہ حجازی وزن ہے عراقی نہیں ۔ کیونکہ زکوٰۃ و فطرانہ کا حکم وہیں (حجاز) سے نکلا ہے عراق سے نہیں اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ ماپ مدینہ طیبہ کا اور وزن اہل مکہ کا معتبر ہے۔

فاعتبروا یا أولی الأبصار

مُد بغدادی کا برطانوی وزن

علماء احناف کے نزدیک ایک ''مُد'' دو رطل کے برابر ہے۔ حسبِ تصریح مذکور جب ایک رطل نوے مثقال کا ہوا تو دو رطل $(90 \times 2) = 180$ مثقال ہوئے پھر ایک مثقال کا وزن ساڑھے چار یعنی $4\frac{1}{2}$ ماشہ ہے تو اس طرح 180 کو جب ساڑھے چار سے ضرب دی تو $\frac{9}{2} \times 180 = 810$ ماشے جواب آیا۔ اور 810 ماشے برابر ہیں 13 چھٹانک 2 تولے اور 6 ماشے۔ وہ اس طرح کہ :

$810^{162^{81}} \times \frac{1}{12_{6}} \times \frac{1}{5} = \frac{81}{6}$ چھٹانک $= 13\frac{1}{2}$ چھٹانک

=13 چھٹانک 2 تولے 6 ماشے

مُد بغدادی کا اعشاری وزن

13 چھٹانک 2 تولے اور 6 ماشے

=787.320 گرام

مُد حجازی کا برطانوی وزن

حسبِ تصریح مذکور حجازی مُد عراقی رطل کے حساب سے ایک رطل اور تہائی ($1\frac{1}{3}$) رطل قرار پایا۔ تو پچھلے صفحات پر رطل کا برطانوی وزن 6 چھٹانک، 3 تولے اور 9 ماشے لکھا گیا تھا جب کہ اس میں ایک تہائی کا اضافہ کیا گیا تو انگریزی برطانوی وزن مکمل 9 چھٹانک ہو گیا۔

مُد حجازی کا اعشاری وزن

9 چھٹانک =524.880 گرام

نوٹ: کلمہ ''مُد'' سے ملتا جلتا ایک پیمانہ ''مُدیٌ'' بھی صحیح مسلم میں ذکر ہوا ہے۔ جو اہل شام کا پیمانہ تھا اور وہ پندرہ مکوک کے مساوی تھا۔ ''اِردَب'' کی توضیح میں اس کا ذکر آئندہ ہوگا۔

قسط ـــــــ 7

حدیث میں ذکر

عن عطاء بن رباح قال حدّثتنِی عائشةُ ـــ بیننا و بینها حجابٌ۔ قالت کنت اَغتسِلُ اَنا وحبیبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مِن اناءٍ واحدٍ قال و اشارَتْ إلی الإناء فی البَیتِ قدرَ الفَرَقِ : قال : والفرق ستّةُ اقساطٍ۔

عطاء بن رباحؒ فرماتے ہیں کہ سیّدنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بتایا (جب کہ میرے اوراس کے درمیان پردہ حائل تھا) کہ میں اورمیرے حبیب (ﷺ) ایک ہی برتن میں غسل کرلیا کرتے تھے پھر انہوں نے گھر میں پڑے ہوئے اس برتن کی طرف اشارہ بھی کیا جو''ایک فرق'' کی مقدار کا تھا اورایک فرق چھ اقساط کا ہوتا ہے۔(فتح الباری 364/1 کتاب الأموال لابی عبید قاسم صفحہ 515 روایت نمبر 1574)

اہل عرب میں وزن

ابوعبید قاسم فرماتے ہیں: القسط نصف صاع (کتاب الأموال صفحہ 516)

ایک قسط نصف صاع کے برابر ہے۔

(فتح الباری 364/1، القاموس 618/3، النہایۃ 60/4)

ہندی اوراعشاری وزن

قسط حجازی 90 تولے = ایک سیر دو چھٹانک

= 1.049760 کلوگرام

قسط عراقی 135 تولے = ایک سیر گیارہ چھٹانک

= 1.574640 کلوگرام

8 ـــــــ صاع

حدیث میں ذکر

عَن ابنِ عُمَر رضی اللہ عنهما اَنّ رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فَرَضَ زکوٰۃَ الفِطرِ صاعاً مِنْ تَمرٍ أوصاعًا من شَعِيرٍ علیٰ کُلِّ حرّ أو عَبدٍ ذَکرٍ أوأُنثیٰ مِن المُسلِمِينَ ۔

جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر فرض قرار دیا صدقۃ الفطریعنی ایک صاع ''کھجور'' کا یا ایک صاع ''جَو'' کا دیا جائے۔ وہ مسلمان آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت (صحیح بخاری 204/1)

نوٹ: اہل عرب صاع کو''مختوم'' بھی کہتے تھے کیونکہ امراءلوگ صاع کا برتن بھر کر اوپر مہر یعنی سیل وغیرہ لگا دیتے تھے تاکہ کوئی دوسرا شخص اس میں کمی بیشی نہ کر سکے۔

(دیکھئے کتاب الأموال صفحہ 518)

صاع کی اقسام اوران کاوزن

① صاع حجازی

صاع حجازی کو''صاع نبوی'' بھی کہا جاتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اسی صاع کے مطابق احکامِ اسلام یعنی صدقۃ الفطر وغیرہ ادا کرتے تھے۔یہی صاع مکہ ومدینہ اور اس کےنواح میں مروّج تھا۔عہد صحابہؓ کے ادوار میں یہی صاع مستقل تھا۔تمام لوگ اسی کے حساب سے صدقۃ الفطراور کفارہ ادا کیا کرتے تھے۔اس کی مقدار $5\frac{1}{3}$ رطل تھی۔اس وزن کی صحت پر دلائل آپ پہلے بھی پڑھ آئے ہیں اور آگے بھی ملاحظہ

فرمائیں گے۔

② صاع عراقی

اس کو صاع عراقی یا صاع بغدادی اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ بلادِ عراق یعنی کوفہ و بغداد میں رائج تھا۔ چونکہ اسے حجاج بن یوسف نے رواج دیا تھا اس لئے اسے ''حجاجی صاع'' بھی کہتے ہیں۔ اس کی مقدار آٹھ رطل تھی۔

اعتراض

بعض فقہاء احناف کا یہ دعویٰ ہے کہ جو ''عراقی صاع'' تھا۔ وہ درحقیقت ''صاع فاروقی'' تھا۔ ان حضرات نے اپنے دعویٰ کی تائید میں طحاوی کی ایک روایت پیش کی ہے جس میں ابراہیم نخعی کا یہ قول ہے:

عَيَّرْنا صَاعَ عُمَرَ فوجَدْ نا ہ حجَّاجِيّاً والحجاجی عندھم ثَمَانِيَةُ اَرْطَالٍ بالبغدادی۔ (324/1)

ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاع یعنی ''صاع فاروقی'' کا اندازہ کیا تو ہم نے اسے حجاجی یعنی حجاج بن یوسف والا صاع پایا جو کہ آٹھ رطل کا تھا۔

جوابات

① اس روایت کی سند میں ابو وکیع راوی ہے جس کی روایت محدثین کے نزدیک قابل احتجاج نہیں علاوہ ازیں دوسرا راوی مغیرہ ہے جو بقول امام احمدؒ وغیرہ مدلس ہے۔ خصوصاً ابراہیم نخعی سے تدلیس کرتا ہے۔ یہاں بھی عنعنہ سے روایت کرتا ہے۔

② یہی اثر طحاوی کے حوالہ سے امام زیلعیؒ نے نصب الرایہ (430/2) اور ابن ہمامؒ نے فتح القدیر (41/2) میں نقل کیا ہے لیکن اس میں ''عمرؓ'' کا لفظ موجود ہی

نہیں۔ لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ طحاوی میں ''عمر'' کا لفظ گھسیڑ دیا گیا ہے۔

(3) ابراہیم نخعی نے زمانہ عمرؓ ہی نہیں پایا اور پھر کسی واسطے کا نام بھی نہیں لیا۔

(4) علامہ عینیؒ، صاحبِ وقایہ، شیخ انورؒ شاہ کاشمیری اور دیگر احناف کی عبارات جو درج ذیل ہیں اس امر کا برملا اعلان کررہی ہیں کہ اہلِ عراق کا صاع اہلِ حجاز والا صاع نہ تھا اور اہلِ حجاز کا صاع اہلِ عراق والا نہ تھا بلکہ دونوں الگ الگ تھے اگر صاع عراقی اور صاع فاروقی کو ایک تسلیم کرلیا جائے تو علماء احناف کی درج ذیل عبارتیں بے مقصد قرار پاتی ہیں۔

◉ علامہ عینی فرماتے ہیں: امّا الصَّاعُ عندَ ابی یوسف خمسة ارطالٍ و ثلث رطل عراقية و بہ قال مالک والشافعی و احمد و قال ابو حنيفة و محمد و اهل العراق الصاعُ ثمانيةُ ارطالٍ (عینی 96/3) ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک صاع $5\frac{1}{3}$ رطل کا ہے عراقی رطل کے حساب سے اور ابوحنیفہؒ اور محمدؒ اور اہل عراق کے ہاں ایک صاع آٹھ رطل کا ہے۔

◉ صاحب شرح وقایہ باب صدقۃ الفطر میں فرماتے ہیں: صاعُ مِمّا یسع فيه ثمانية ارطالٍ ثم اعْلَم اَنَّ هذا الصاع هو الصّاعُ العراقی و امّا الحجازی فهو خمسة ارطال و ثلثُ رطلٍ (240/1)۔ صاع میں آٹھ رطل سما جاتے ہیں اور یہ صاع عراقی ہے باقی رہا حجازی صاع تو وہ $5\frac{1}{3}$ رطل کا ہے۔

(5) اگر چند منٹ کے لئے یہ تسلیم کرلیا جائے کہ صاع عراقی، صاع فاروقی تھا تو پھر بھی یہ ثابت نہ ہوسکا کہ صاع عراقی نبوی تھا کیونکہ بات صاع نبوی کی ہورہی ہے صاع فاروقی کی نہیں۔
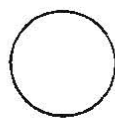
اعتراض ــــــ صاع عراق، صاع حجازی سے بڑا ہے تو احتیاط و برکت کا تقاضا یہ ہے کہ صاع عراقی کو اختیار کر لیا جائے اس میں ثواب بھی زیادہ ہے؟؟؟

جواب

عمر بن عبدالعزیز کے دور کا صاع سولہ رطل کا تھا تو پھر اسے کیوں نہ اختیار کیا جائے بلکہ ہاشمی صاع بتیس رطل کا تھا اسے اپنا لیا جائے تا کہ برکت زیادہ اور اجر بھی خوب۔ لیکن کوئی حنفی صاحب اسے تسلیم نہیں کرے گا تو پھر کیوں نہ ''صاع نبوی'' اختیار کیا جائے؟ یقیناً وہی بابرکت ہے اور اجر میں بھی خوب تر۔

③ صاع عمر بن عبدالعزیزؒ

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کے دور میں صاع نبوی پر دوسری بار اضافہ ہوا۔ یوں مُد کی مقدار چار رطل اور صاع کی مقدار سولہ رطل کر دی گئی۔

سیدنا سائب بن یزید سے روایت ہے کہ: **كان الصاع على عهد النبي صلى الله عليه وسلم مدا و ثلثا بمدكم اليوم فزيد فيه في زمن عمر بن عبدالعزيز** کہ عہد نبوی میں جو صاع مستعمل تھا وہ رائج الوقت کے ایک مُد اور تہائی مُد کے برابر تھا۔ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں اس میں اضافہ کر دیا گیا (صحیح بخاری 993/2)

عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں جاری وساری مُد جو چار رطل کے مساوی تھا اگر اس میں مُد کا ایک ثلث یعنی ایک رطل اور تہائی رطل جمع کیا جائے تو عہد نبوی میں رائج صاع کی مقدار پانچ رطل اور ثلث رطل کے برابر ہو جاتی ہے۔ الغرض عہد عمر بن عبدالعزیزؒ میں ایک مُد چار رطل کا تھا تو ایک صاع سولہ رطل کے برابر تھا کیونکہ ایک صاع میں چار مُد ہوتے ہیں۔

مزید تفصیل کیلئے دیکھئے فتح الباری شرح بخاری باب صاع المدینۃ (597/11)

④ صاع ہاشمی

بقول علامہ ابن حزمؒ، پھر ایک وقت آیا کہ بعض لوگوں نے صاع کی مذکورہ مقدار کو بھی قائم نہ رہنے دیا بلکہ اسے مزید دوگنا بڑھا دیا جو ہاشمی صاع کہلایا۔ اس طرح مُد کی مقدار آٹھ رطل اور صاع کی مقدار بتیس رطل ہوگئی۔ ہدایہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صاع رائج بھی تھا (دیکھئے باب صدقۃ الفطر 210/1)

الغرض ''صاع نبوی'' بھی لوگوں کی دسترس سے محفوظ نہ رہ سکا اور وہ کھلونا سا بن گیا۔

شرعاً کون سا صاع معتبر ہے؟

اگرچہ مختلف ادوار میں صاع اور مُد کی مقدار میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں تاہم شرعی طور پر وہی صاع اور مُد افضل اور معتبر قرار پائے گا جو رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مدینہ منورہ میں جاری وساری تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

الْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَالْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ (سنن نسائی مع تعلیقات باب کم الصاع 285/1) یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ماپ اہل مدینہ کا اور وزن اہل مکہ کا معتبر ہے۔

عمل صحابہؓ

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کسی دوسرے مُد یا صاع کو کوئی اہمیت نہیں دی وہ نبوی صاع اور نبوی مُد کے حساب سے شرعی احکام بجا لاتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں سیدنا نافع کا بیان ہے:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِي زَكوٰةَ رَمَضَانَ بِمُدِّ النَّبِي صلى الله عليه

وسلم المدّ الأوّلِ وفِي كفارةِ اليمِيْنِ بمدِّ النبيِّ صلى الله عليه وسلم
(صحیح بخاری 993/2)

کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صدقہ فطر اور قسم کا کفارہ پہلے مُد یعنی نبوی مُد کے حساب سے ادا کیا کرتے تھے۔

آگے اسی روایت میں ابوقتیبہ فرماتے ہیں: مجھ سے امام مالکؒ نے فرمایا:
''ہمارا یعنی اہل مدینہ کا مُد تمہارے مُد سے زیادہ افضل اور بہتر ہے اور ہم اسی مُد کو اعلیٰ وافضل سمجھتے ہیں جسے نبی ﷺ استعمال فرمایا کرتے تھے'' پھر کہا: کیا خیال ہے؟ اگر کوئی حاکم آکر نبوی مُد سے چھوٹا مُد رائج کر دے تو تم کس مُد سے فطرانہ وکفارہ وغیرہ ادا کرو گے؟'' میں نے کہا ''ہم تو نبوی مُد سے ہی ادا کریں گے'' امام صاحب نے فرمایا ''تو معلوم ہوا کہ اصل اور معتبر مُد ''مُد نبوی'' ہی ہے''۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ، تابعین عظام، محدثین انام و ائمہ دین اسلام رحمہم اللہ السلام نے دور نبوت والے حجازی و مدنی صاع کو شرعی قرار دیا اور معتبر گردانا کیونکہ زبان نبوی سے اسے نہ صرف معیاری قرار دیا گیا بلکہ اس میں برکت کی دعا بھی کی گئی تھی چنانچہ صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ ﷺ نے دعائیہ کلمات یوں کہے: **اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِی مکیالِھم و صاعِھم و مُدِّھم** (صحیح بخاری 993/2) اے اللہ! اِن (اہل مدینہ) کے ماپ صاع اور مُد میں برکت ڈال دے۔

اے مسلمان بھائی! جس مُد اور صاع کے بارے میں رسول اللہ ﷺ برکت کی دعا کریں کیا کوئی دوسرا مُد یا صاع اس سے بڑھ کر افضل واعلیٰ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر کیوں نہ اسی کو معیار بنالیا جائے۔

امام ابو یوسفؒ نے صاع عراقی کو چھوڑ کر صاع حجازی کو قبول کرلیا

قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ جب حج سے فارغ ہوئے تو مدینہ منورہ پہنچے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس میں شامل ہوئے حلقہ درس میں سے ایک طالب علم اسحاق بن سلیمان رازی تھا اس نے ابو یوسفؒ کی موجودگی دیکھ کر امام مالکؒ بن انس سے سوال کر دیا کہ نبی کریم ﷺ کے صاع کا وزن کیا تھا؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا ''پانچ رطل اور تہائی رطل'' سائل نے کہا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صاع کی مقدار آٹھ رطل ہے پس یہ کہنا تھا کہ امام مالکؒ جلال میں آگئے اور سخت الفاظ کہہ دیئے قاضی ابو یوسفؒ بھی خاموش نہ رہ سکے فوراً کہہ دیا ''ہاں یہ بالکل درست ہے کہ صاع کا وزن آٹھ رطل ہی ہے'' امام مالکؒ نے حلقۂ درس کے حاضرین (جو پچاس کے قریب تھے) سے کہا کہ جاؤ اپنے اپنے گھروں سے صاع اٹھا لاؤ اور میں اپنا صاع لاتا ہوں جب ہر ایک نے اپنا اپنا صاع امام کی خدمت میں پیش کیا تو فرمایا ان صاعوں کی سند بتاؤ۔ کسی نے کہا میرا دادا اس صاع سے رسول اللہ ﷺ کو صدقہ فطر دیا کرتا تھا دوسرے نے کہا میری دادی اس صاع کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں استعمال کرتی تھی۔ الغرض سب نے اپنے اپنے صاع کو عہد نبوی کا صاع ثابت کیا۔ امام مالکؒ نے سب کے بیانات سن کر ان سب صاعوں کا ابو یوسفؒ کے روبرو وزن کیا اور کہا دیکھو صاع نبوی کی مقدار پانچ رطل اور تہائی رطل ہے امام ابو یوسفؒ نے بعد از ملاحظہ امام مالکؒ سے کہا۔ جزاک اللہ اب مجھے دلی طور پر اطمینان نصیب ہو گیا ہے۔ آج کے بعد میں نے صاع کے مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ کی رائے کو چھوڑ دیا اور آپ کا ہم خیال ہو گیا ہوں۔ (سنن دار قطنی 151/2 تلخیص الحبیر، عینی)

دوسری روایت

حسین بن ولید قرشی سے روایت ہے کہ امام ابو یوسفؒ حج سے فراغت کے بعد ہمارے پاس (کوفہ میں) تشریف لائے اور فرمایا میں تمہارے لیے ایک اہم علم کا دروازہ کھولنا چاہتا ہوں جس کے متعلق میں نے خوب تحقیق کی ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ میں نے مدینہ منورہ جا کر لوگوں سے صاع کے متعلق دریافت کیا تو کہنے لگے ہمارا صاع وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کا صاع تھا میں نے اس دعویٰ کی دلیل مانگی تو وہ کہنے لگے ہم کل کو اس کی دلیل پیش کریں گے جب اگلا دن ہوا تو میرے پاس انصار و مہاجرین پچاس کے قریب افراد آئے ہر ایک کی چادر کے نیچے بغل میں صاع تھا جس کی اس نے رسول اللہ ﷺ تک سند بھی بیان کی جب میں نے تمام صاعوں کا وزن کیا تو ہر ایک صاع کا وزن پانچ رطل اور ثلث (تہائی) رطل پایا۔ تو میں نے مسئلہ صاع میں اہل مدینہ کے قول کو صحیح اور قوی سمجھ کر اختیار کر لیا ہے اور اپنے استاد امام ابو حنیفہؒ کا قول (صاع آٹھ رطل کا ہے) چھوڑ دیا ہے (سنن بیہقی بحوالہ عون المعبود 98/1)

فقہ حنفی کی اہم کتاب ''ہدایہ'' میں قاضی ابو یوسف کا مذہب ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ والصاع عندَ ابی حنیفة و محمّدٍ ثمانية ارطالٍ بالعراقی و قال ابو یوسف خمسة ارطال و ثلث رطل 210/1 - امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک ایک صاع آٹھ عراقی رطل کا ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہے۔

صاحبِ قاموس کا فیصلہ

صاحبِؒ قاموس صاع کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الّذی یکال بہ و تدورُ علیہ احکامُ المُسلِمینَ و ھو اربعة اَمْدادٍ کُلُّ مدٍّ رطلٌ و ثُلُثٌ (867/2)

وہ صاع جس کے ساتھ اجناس کا ماپ لیا جائے گا اور جس پر مسلمانوں کے احکام کی ادائیگی کا دارومدار ہے وہ صاع چار مُد کا ہے اور ہر مُد ایک رطل اور تہائی رطل کا ہے۔

امام احمد حنبلؒ کا فیصلہ

امام ابوداؤد فرماتے ہیں: کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ سے سنا وہ فرماتے تھے ابنؒ ابی ذئب کا صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا تھا۔ میں نے آپ سے آٹھ رطل کے متعلق دیافت کیا تو فرمانے لگے کہ صاع آٹھ رطل کا محفوظ نہیں ہے یعنی ضعیف ہے نیز امام موصوف فرمایا کرتے تھے کہ جس نے پانچ رطل اور تہائی رطل صدقہ فطر ادا کیا تو اس نے پورا صدقہ فطر ادا کر دیا۔ ابوداؤد مع شرح عون 98/1

شیخ ابنؒ ھمام حنفی کا فیصلہ

ابن ہمامؒ دینار کے وزن کے متعلق اختلاف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''والدینار عندھم (أی اھلِ الحجاز) مِائة شعیرة و عند اھلِ سمرقند ستةٌ وَّ تسعون شعیرة (ألیٰ قوله) فَلاَ حاجةَ إلیَ الاِشتِغالِ بتقدیر ذالک وھو تعریفُ الدینار علی عرفِ سمرقند و تعریف دینار الحجازِ ھو المقصودُ اذ الحکم قدخرج من ھُناک و یو ضِحُ ذالک قوله صلی اللہ علیه وسلم المکیالُ مکیالُ أھل المدینة والوزنُ وزنُ أھل مکة لفظ النسائی عن احمد بن سلیمان و وثقه'۔

(فتح القدیر 522/1)

''اہل حجاز کے نزدیک ایک دینار سو جو کا ہے اور اہل سمرقند کے نزدیک چھیانوے جو کا۔ (پھر فرمایا) مگر اہل سمرقند کے وزن کی تحقیق میں پڑنا فضول ہے چنانچہ

مقصود اس جگہ حجازی وزن ہے کیونکہ حکم زکوۃ وہیں سے نکلا ہے اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ پیمانہ مدینہ طیبہ کا اور وزن مکہ مکرمہ کا معتبر ہے۔ نسائی نے اس حدیث کو بروایت احمد بن سلیمان روایت کیا ہے اور اس کی توثیق فرمائی ہے۔" (منقول از اوزان شرعیہ مؤلف مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم صفحہ 6)

سوال یہ ہے کہ وزن دینار کے متعلق جس سوچ وفکر کا اظہار درج بالا عبارت میں کیا گیا ہے یہی سوچ وفکر "صاع حجازی" کے بارے میں کیوں نہیں پیدا ہوئی۔
انصاف کا تقاضا تھا کہ وزنِ صاع کے بارے میں بھی یہی الفاظ ہوتے کہ:
"اہل حجاز کے نزدیک ایک صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہے اور اہل عراق کے نزدیک آٹھ رطل کا (پھر فرماتے) مگر اہل عراق کے وزن کی تحقیق میں پڑنا فضول ہے چنانچہ مقصود اس جگہ حجازی وزن ہے عراقی نہیں کیونکہ حکم زکوۃ وہیں (حجاز) سے نکلا ہے، عراق سے نہیں اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ پیمانہ مدینہ طیبہ کا اور وزن مکہ مکرّمہ کا معتبر ہے۔ فاعتبروا یا ولی الابصار

اہل علم کی متعدد شہادتوں سے ثابت ہوا کہ احکام شرعیہ میں اصل اور معتبر پیمانے وہی ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں رائج ونافذ تھے۔

اہل عرب میں صاع حجازی کا وزن

اگر چہ حجازی یعنی نبوی صاع کے وزن کے متعلق پچھلے صفحات میں کچھ باتیں ضمناً لکھ چکے ہیں لیکن اب ہم متعدد دلائل اور اہل علم کی چند ایک شہادتوں کے ساتھ واضح کریں گے کہ صاع حجازی یعنی صاع نبوی کا وزن اہل عرب میں پانچ رطل اور تہائی رطل تھا نہ کہ آٹھ رطل یا کچھ اور۔

دلیل ① جناب عثمانؒ بن سعید دارمی نے کہا: میں نے سیدنا علیؒ بن مدینی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے نبی ﷺ کے صاع کو کھجوروں سے بھر کر وزن کیا تو پانچ رطل اور تہائی رطل پایا۔ (نصب الرایہ للزیلعی 429/2)

دلیل ②

امام زیلعی ''نصب الرایہ'' میں یوں رقمطراز ہیں کہ:

''امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بن حنبل کی تحقیق ہے کہ صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے۔ اس بارے میں ابن جوزیؒ نے درج ذیل روایت کو ان کی دلیل قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ' کو سر منڈوانے کے فدیہ کے متعلق فرمایا: تین دن کے روزے رکھ یا چھ مساکین کو اس قدر کھانا کھلا کہ ہر مسکین کو نصف صاع میسر ہو (بحوالہ بخاری و مسلم) صحیحین کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ چھ مساکین کے درمیان ایک فرق کھانا بانٹ دے یا بکری ذبح کر یا تین دن کے روزے رکھ۔

شیخ زیلعی حنفی آگے چل کر لکھتے ہیں: ثعلب کا قول ہے کہ ایک فرق میں بارہ مُد ہوتے ہیں۔ نیز ابن قتیبہؒ کا قول ہے کہ ایک فرق میں سولہ رطل ہوتے ہیں اور صاع ایک فرق کی تہائی ہے لہٰذا صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوا جب کہ مُد ایک رطل اور تہائی رطل کا ہوا۔''

امام زیلعیؒ نے اس تحقیق پر جرح و تعاقب نہیں کیا۔ (ملاحظہ ہو نصب الرایہ 429/1)

دلیل ③

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ''میں اور نبی ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے جسے ''فرق'' کہا جاتا۔ (صحیح بخاری 39/1)

حافظ ابن حجرؒ اس روایت کی شرح میں فرماتے ہیں ''فرق'' تین صاع کا ہوتا ہے جس کی دلیل ابن حبانؒ کی وہ روایت ہے جس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ ہم چھ اقساط کی مقدار میں پانی استعمال کرتے ۔ پھر لکھتے ہیں: اہل لغت کا اتفاق ہے کہ ''قسط'' نصف صاع کا ہوتا ہے اور اس امر میں بھی اختلاف نہیں کہ ''فرق'' میں سولہ رطل ہوتے ہیں۔ لہٰذا ایک صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا درست ثابت ہوا۔ فتح الباری 364/1

دلیل ④

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا۔ اے اللہ کے رسول ''ہمارا صاع دیگر صاعوں کے مقابلہ میں سب سے چھوٹا ہے جب کہ ہمارا مُد مُدوں میں سب سے بڑا ہے تو آپ نے جواباً یہ دعائیہ کلمات فرمائے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِی صَاعِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِی قَلِیْلِنَا وَکَثِیرِنَا وَاجْعَلْ لَنَامَعَ الْبَرَکَۃِ بَرَکَتَیْنِ۔ (ابن حبان قسم 4 نوع نمبر 29 بحوالہ نصب الرایہ 428/2)

کہ ''اے اللہ ! ہمارے صاع میں برکت کر دے اور ہمارے قلیل وکثیر میں برکت ڈال دے اور دوگنا برکت عطا فرما۔

اس روایت میں صحابہ کرامؓ کا یہ کہنا کہ ہمارا صاع صاعوں میں چھوٹا ہے ایک واضح بیان ہے کہ مدینہ منورہ کا صاع سب سے چھوٹا صاع ہے واضح رہے اہل علم میں اب تک صاع کی مقدار میں جو اختلاف آیا ہے وہ حجازیوں اور عراقیوں کا اختلاف ہے فریق اول کا دعویٰ یہ ہے کہ صاع $5\frac{1}{3}$ رطل کا ہے جبکہ فریق ثانی کا دعویٰ ہے کہ صاع نبوی آٹھ رطل کا ہے۔ تو درج بالا روایت سے ثابت ہوا کہ صاع نبوی آٹھ رطل والا نہ تھا بلکہ $5\frac{1}{3}$ رطل والا تھا کیونکہ یہی صاع چھوٹا ہے (ملاحظہ ہو نصب الرایہ للزیلعی 428/2)

دلیل ⑤

سیدنا سائب بن یزید سے روایت ہے کہ: كَانَ الصَّاعُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِی صلی اللّٰه علیه وسلم مُدًّا و ثلثًا بِمُدِّكُم الیومَ فَزِیْدَ فیه فِی زَمَنِ عمرَ بن عبدالعزیز۔ کہ عہد نبوی میں جو صاع جاری وساری تھا وہ تمہارے آج کے دور کے ایک مُد اور تہائی مُد کے برابر تھا چنانچہ عمر بن عبدالعزیز کے دور میں اضافہ کردیا گیا۔ (صحیح بخاری 993/2)

استدلال

نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مُد دو رطل سے کم تھا، ہشام کے عہد میں کسر کو ختم کر کے مُد دو رطل کے برابر قرار دیا گیا۔ پھر عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں مُد کی مقدار میں دوگنا اضافہ کی گیا یعنی مُد کی مقدار چار رطل متعین کردی گئی۔ —— عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں رائج مُد جو چار رطل کے مساوی تھا اگر اس میں مُد کا ایک ثلث (تہائی) یعنی ایک رطل اور تہائی رطل جمع کیا جائے تو عہد نبوی والے صاع کی مقدار صرف اور صرف پانچ رطل اور تہائی رطل ہی بنتی ہے۔

اگر رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں صاع آٹھ رطل کا ہوتا تو جناب سائب بن یزید کو یوں کہنا چاہئے تھا کہ ''رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک صاع تمہارے آج کے مُد کے حساب سے دو مُد کا تھا۔ پھر عمر بن عبدالعزیز کے دور میں اضافہ ہوگیا۔'' لیکن انہوں نے ایسا نہیں کہا۔ ہاں اگر کچھ کہا تو بس یہی کہ عہد نبوی میں جو صاع تھا وہ تمہارے آج کے مُد کے حساب سے ایک مُد اور تہائی مُد تھا۔

الغرض: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا تھا۔ آٹھ رطل کا نہ تھا ورنہ صحیح بخاری میں مذکور حضرت سائب بن یزید کی بات

کا کذب لازم آتا ہے۔

دلیل ⑥

امام ترمذیؒ اپنی ''جامع'' میں لکھتے ہیں: ''و صاعُ النّبی صلی الله علیه و سلم خَمسَةُ ارطالٍ وثُلُثٌ و صاعُ اُھل الکوفة ثمانیةُ ارطالٍ (جامع ترمذی مع التحفہ 6/2)

کہ نبی ﷺ کا صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا تھا جب کہ اہلِ کوفہ کا صاع آٹھ رطل کا تھا۔

◉ ابو عبید قاسم فرماتے ہیں ''میرے علم کے مطابق اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کہ اہل حجاز کے ہاں ایک صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا تھا۔اس بات کو عالم بھی خوب جانتا ہے اور جاہل بھی۔ان کے بازاروں میں یہی رائج تھا جو ایک زمانہ بھر جاری رہا۔(کتاب الأموال صفحہ 519)

علماء احناف کا اعتراف

◉ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: اما الصاع عند ابی یوسفؒ خمسة ارطال و ثلث رطل عراقية و به قال مالکؒ و الشافعیؒ واحمدؒ و قال ابوحنیفةؒ و محمدؒ و اهل العراق الصاع ثمانية ارطال (عینی شرح بخاری 96/3)

ابو یوسف، مالک، شافعی اور احمد (رحمہم اللہ) کے نزدیک ایک صاع پانچ رطل اور تہائی رطل (رطل عراقی کے حساب سے) تھا جب کہ ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک اور اہل عراق کے نزدیک آٹھ رطل کا تھا۔

◉ صاحب شرح وقایہ لکھتے ہیں: صاع مما یسع فیه ثمانیة ارطال .... واعلم ان هذاالصاع هو الصاع العراقی و اما الحجازی فهو

خمسةُ ارطالٍ و ثُلثُ رطلٍ 240/1

ایک صاع میں آٹھ رطل سما جاتے ہیں یہ عراقی صاع ہے البتہ حجازی صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہے۔

◉ شیخ انور شاہ کاشمیریؒ فیض الباری میں یوں رقمطراز ہیں: واختلفوا (ای اهل العلم) في تقديرِ المدِّ فقال العراقيونَ اِن المدّ رطلانِ و قال الحجازِيّون انه رطلٌ و ثلث و على هذا يكون الصاع ثمانية ارطال عند العراقيين و خمسة ارطال و ثلث عند الحجازيين 299/1

اہل علم کا مُد کے وزن کی تعیین میں اختلاف ہے اہل عراق کہتے ہیں کہ ایک مُد دو رطل کا ہوتا ہے اور اہل حجاز کا کہنا ہے کہ مُد ایک رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے لہٰذا اہل عراق کے ہاں ایک صاع آٹھ رطل کا اور اہل حجاز کے نزدیک ایک صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہے۔

اس موضوع پر اور بھی دلائل وشواہد پیش کیے جا سکتے ہیں لیکن کتاب کا دامن تنگ ہونے کی بنا پر ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

خلاصہ

درج بالا دلائل وعبارات اور علماء احناف کی شہادتوں سے واضح ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا صاع اور کوفہ والوں کا صاع برابر نہ تھا بلکہ دونوں وزن میں مختلف تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا تھا یہ کوفیوں کا صاع نہ تھا۔ کوفیوں کا صاع آٹھ رطل کا تھا جو صاع نبوی نہیں تھا۔ صاع فاروقی اور صاع عراقی کو ایک ہی قرار دینے والے ان دلائل وشواہد پر غور فرمائیں۔

صاع حجازی کا ہندی میں وزن کیا ہے؟

علماء اہل حدیث کے مابین ''حجازی صاع'' کے ہندی وزن کی تعیین میں

اختلاف ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ میں تین مؤقف مشہور و معروف ہیں جو درج ذیل ہیں۔

1۔ دو سیر، چار چھٹانک (سوا دو سیر)

2۔ دو سیر، دس چھٹانک، تین تولے اور چار ماشے (تقریباً پونے تین سیر)

3۔ اڑھائی سیر

راجح مؤقف

ہمارے نزدیک مؤقف نمبر 1 معتبر اور قوی ہے۔ تحقیق پر مبنی ہے، مضبوط دلائل اس مؤقف کی تائید کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم اجمالاً پہلے بیان کر آئے ہیں اور آگے چل کر تفصیل سے بیان کریں گے۔ علماء کرام کی ایک معقول تعداد مؤقف نمبر 2 کو درست قرار دیتی ہے۔ اسی طرح بعض اہل علم مؤقف نمبر 3 کے حق میں ہیں۔ بلکہ فتویٰ بھی صادر کرتے ہیں (دیکھئے فتاویٰ علماء اہل حدیث 198/7)

مگر ہماری تحقیق کے مطابق مؤقف نمبر 2 اور 3 میں درج شدہ وزن صاع کا تخمینی وزن ہے تحقیقی نہیں۔ جب کہ ہمیں تحقیقی وزن کی ضرورت ہے۔ کیونکہ صدقہ فطر فرض ہے اسی طرح کفارات فرض ہیں ان کے اندازے بھی مقرر و متعین ہیں ان پر تخمینہ لگانا کیسے درست ہو سکتا ہے؟

اگر کوئی صاحب یہ دعویٰ کرے کہ میرے فلاں بزرگ کے پاس نبی علیہ السلام کے زمانے کا مُد یا صاع کا پیمانہ ہے اور میں نے اس میں گندم وغیرہ ڈال کر اس کا وزن کیا ہے جو اس قدر ہے تو اس کا یہ دعویٰ محلِ نظر ہوگا کیونکہ اگر ہر کہ و مہ ایک برتن میں گندم ڈال کر اسے ماپنا شروع کر دے، پھر اس کا وزن نکالے تو ہر ایک کے ہاں کچھ نہ کچھ فرق لازماً ظاہر ہوگا کیونکہ گندم بھاری بھی ہوتی ہے اور ہلکی بھی، خشک بھی ہوتی ہے اور نمی والی بھی، علاوہ ازیں برتن کے بھرنے کا انداز بھی مختلف ہو سکتا ہے اور یہ آج

کا مسئلہ نہیں پہلے وقتوں میں بھی ایسا ممکن تھا۔سوال یہ ہے کہ ان مذکورہ صورتوں کے پیشِ نظر ہم کس کی بات کو راجح اور کس کی بات کو مرجوح قرار دیں گے؟

اس بات کو ایک مثال سے یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ یہ امر مسلم ہے کہ آٹھ چاول کی ایک رتی ہوتی ہے۔اگر چند حضرات یہ کہیں کہ ہم اس طے شدہ فیصلے کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ ہم خود ہی اپنے چاولوں کی مدد سے رتی کے وزن کی تحقیق کریں گے۔ پھر ہر ایک اپنے اپنے چاول ترازو میں ڈال لے۔کسی کے چاول ہلکے ہوں گے تو کسی کے بھاری۔ایک کے خشک ہوں گے تو دوسرے کے نمی والے۔کسی کے چھوٹے ہوں گے تو کسی کے بڑے تو ظاہر بات ہے وہ سب ایک وزن پر متفق نہ ہو سکیں گے۔ایک دعویٰ کرے گا کہ میری تحقیق کے مطابق ایک رتی سات چاولوں کی بنتی ہے۔دوسرا کہے گا میری تحقیق یہ ہے کہ ایک رتی میں نو چاول ہوتے ہیں تو بتائیے کس کی تحقیق حرف آخر اور مسلم ہوگی؟ جب کہ تحقیق کرنے کے لئے ہی ہر ایک بیٹھا ہوا ہے۔یاد رہے چاول ہلکے یا بھاری اس وقت بھی تھے جب رتی کا وزن چاول کے آٹھ دانوں سے متعین کیا گیا تھا۔

جب ہم رتی کے وزن کو سابقین حضرات واسلاف کی کاوشوں کو تسلیم کرنے کے پابند ہیں اور ترازو اور چاول لیکر نئی تحقیقی کاوش کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تو اسی طرح صاع حجازی کا وزن متعین کرنے کے بارے میں بھی کسی نئی کاوش کی ضرورت نہیں اسلاف کی کاوشیں کافی ہیں وہ عہد نبوی کے قریب تھے علم وعمل میں ہم سے بڑھ کر تھے عہد نبوی کی اشیاء حاصل کرنے میں انہیں آسانی تھی۔

مُد اور صاع کے وزن کی تعیین میں درہم اور دینار اصل ہیں۔ان کا وزن بھی عہد قدیم سے ہی ائمہ کرام اور محدثین نے بیان کر دیا ہے جیسا کہ آپ پچھلے صفحات پر پڑھ چکے ہیں اور آئندہ بھی مطالعہ کریں گے۔لہٰذا ہم درہم و دینار کے متعین وزن

کی مدد سے رطل، مُد اور صاع کے حقیقی وزن تک بآسانی پہنچ سکتے ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جن حضرات نے خود وزن کر کے مثلاً صاع کا وزن متعین کیا وہ حضرات ایک رائے پر متفق نہ ہو سکے اختلاف کا شکار ہوئے اور ہماری اوپر دی ہوئی مثال کے مصداق ٹھہرے۔ ذیل میں ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

- مولانا شرف الدین دہلوی فرماتے ہیں: ''میں نے صاع حجازی کا خود وزن کیا وہ پونے تین سیر کے قریب تھا'' (حقیقت صاع نبوی صفحہ 6)
- فتاویٰ نذیریہ میں ہے: ''گندم کے حساب سے صاع نبوی حجازی کا وزن دو سیر بارہ چھٹانک اور چھ ماشے ہے'' 115/2
- مولانا محمد یونس دہلوی کا فتویٰ ہے کہ: ''صاع حجازی کا وزن اڑھائی سیر اور اڑھائی چھٹانک ہے''

موصوف کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ میں نے خود صاع حجازی کا وزن کیا ہے اور ہمارے پاس اصل صاع موجود ہے جس کی ہم سند بھی دیتے ہیں۔ (حقیقت صاع نبوی)

- مولانا عبدالستار بستوی فرماتے ہیں: ''اڑھائی سیر مطلقاً نہیں بلکہ تین سیر ہی صحیح ہیں'' مولانا بستوی مرحوم کا دعویٰ ہے کہ صاع نبوی کے پیمانے کا میں نے خود وزن کیا۔ (حقیقت صاع نبوی صفحہ 30)
- مولانا سعید مجتبیٰ سعیدی یوں رقمطراز ہیں: ''صاع حجازی کا وزن گندم کے حساب سے دو سیر، دس چھٹانک تین تولے اور چار ماشے ہے۔''

موصوف نے اپنے مضمون میں (جو ''مجلّہ الاعتصام'' میں شائع ہوا) دعویٰ کیا ہے کہ ان کے پاس اصلی صاع حجازی موجود ہے جس کی ''باقاعدہ سند بھی پیش کرتے ہیں۔

مذکورہ عبارات کی روشنی میں ریت میں کندن کی طرح ظاہر وباہر ہو رہا ہے کہ جن حضرات نے قدیم اسلامی اوزان کو نظر انداز کر کے خود ہی مختلف اشیاء کی مدد سے تحقیقی

میدان گرم کیا اور صاع کا وزن متعین کرنے کی کوشش کی وہ ایک مؤقف پر متفق نہ ہو سکے بلکہ جتنے ہاتھ لگے اتنی آراء بنتی گئیں۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ یہ سب اوزان تخمینی ہیں تحقیقی نہیں۔ اس بارے میں مزید دیکھئے فتاویٰ علماء اہل حدیث 198/7 تا 200

باقی رہا صاع نبوی کی سند کا دعویٰ تو اس کے بارے میں ہی مولانا محمد عبداللہ روپڑیؒ اپنے قلم کے ساتھ یوں جواب دیتے ہیں: ''علوم الحدیث مقدمہ ابن صلاح جو اصول حدیث میں اصل الاصول کتاب ہے اس کے صفحہ 7 میں لکھا ہے کہ ائمہ محدثین کے بعد اسناد کے سلسلہ کا اعتبار نہیں کیونکہ بُعدِ زمانہ کی وجہ سے رواۃ میں شرائطِ صحت کا علم مشکل ہے اور ابن صلاح 577 ھ میں پیدا ہوئے اور 642 ھ میں وفات پائی ہے۔ جب چھٹی ساتویں صدی میں سلسلہ اسناد کا یہ حال ہے تو اب چودھویں صدی میں اس سے دوگنا بُعد ہو گیا۔ اس وقت سلسلہ اسناد کے اعتماد پر ''مُد'' کا ہم کیا فیصلہ کر سکتے ہیں'' (حقیقت صاع نبوی از عبدالرشید حنیف)

درج بالا عبارت کی روشنی میں مولانا شرف الدینؒ، مولانا محمد یونس دہلویؒ، مولانا سعید مجتبیٰ سعیدی وغیرہم کا دعویٰ محل نظر ہے بلکہ نظر ثانی کا متقاضی ہے۔ ان حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ درج ذیل عبارت کے متعلق وہ کیا رائے رکھتے ہیں؟

''مولانا احمد اللہ دہلویؒ مدینہ منورہ سے جو صاع لائے تھے وہ سوا دو سیر کا تھا۔ جس کی وہ سند بھی دیا کرتے تھے چنانچہ مولانا عبدالجبار غزنویؒ اس کی بنا پر سوا دو سیر صاع نبوی کے وزن کا فتویٰ دیا کرتے تھے۔

(دیکھئے حقیقت صاع نبوی از عبدالرشید حنیف صفحہ 32)

خلاصہ کلام

مُد اور صاع وغیرہما کا وزن اہل علم کے ہاں قدیم سے ہی متعین ومقرر ہے۔ ہمیں نئی کاوشیں کرنے کی بجائے اسے ہی تسلیم کرنا ہوگا۔ بنیاد بنانا ہوگا۔ اس میں امت محمدیہ کا اتفاق اور خیر و بھلائی ہے۔ آئیے اب ہم آپ کو محدثین کرام اور فقہاء عظام کی تحقیق کی روشنی میں صاع کا صحیح وزن دکھائیں۔

صاع حجازی کا صحیح وزن

تحقیق سے ثابت ہے کہ ''صاع حجازی'' سوا دو سیر (دو سیر چار چھٹانک) اور صاع عراقی تین سیر چھ چھٹانک کا ہے۔ صاع اور رطل کا وزن سیر، چھٹانک، تولہ و ماشہ کے حساب سے معلوم کرنے کیلئے چند طریق ہیں جو درج ذیل ہیں۔

پہلا طریقہ ـــــ بذریعہ مثقال

محدثین کی تصریح کے مطابق ایک رطل نوے مثقال کا ہے۔ حجازی صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہے اس لئے نوے کو جب پانچ رطل اور تہائی رطل $5\frac{1}{3}=\frac{16}{3}$ کے ساتھ ضرب دی تو چار سو اسی (480) مثقال حجازی صاع کا وزن ہو گیا۔ تحقیق سے یہ بھی ثابت ہے کہ ایک مثقال تقریباً ساڑھے چار ($4\frac{1}{2}$ یعنی $\frac{9}{2}$) ماشے کا ہے تو جب 480 مثقال کو ساڑھے چار ماشے سے ضرب دی تو ایک صاع حجازی اکیس سو ساٹھ (2160) ماشے کا ہوا چونکہ بارہ ماشے کا ایک تولہ ہوتا ہے اس لئے ایک سو اسی تولے ہوئے۔ پانچ تولے کی ایک چھٹانک کے حساب سے کل چھتیس چھٹانک ہوئیں۔ انگریزی برطانوی سیر سولہ چھٹانک کا ہوتا ہے تو اس طرح صاع حجازی مکمل دو سیر چار چھٹانک (سوا دو سیر) کا ہوا۔

اگر حجازی صاع کے اس صحیح وزن (36 چھٹانک = سوا دو سیر) پر عراقی صاع کے وزن (54 چھٹانک = تین سیر چھ چھٹانک) کی ایک تہائی یعنی 18 چھٹانک کا اضافہ کر دیا جائے تو صاع عراقی کا صحیح وزن تین سیر چھ چھٹانک ظاہر ہو جائے گا۔ واضح رہے حجازی صاع کا وزن عراقی صاع کے وزن سے ایک تہائی کم ہے۔

صاع حجازی کا وزن بصورت مثقال یوں بھی نکالا جا سکتا ہے۔

$$\text{سیر } 2\frac{1}{4} = \frac{9}{4} = \frac{1}{\cancel{16}} \times \frac{1}{\cancel{5}} \times \frac{1}{\cancel{12}_4} \times \frac{\cancel{9}^{3}}{\cancel{2}} \times \frac{\cancel{16}}{\cancel{3}} \times \frac{\cancel{90}^{\cancel{18}^{9}}}{1}$$

دوسرا طریقہ ـــــ بذریعہ درہم

فقہاء محدثین کی تحقیق کے مطابق ایک رطل $128\frac{4}{7}$ یعنی $\frac{900}{7}$ درہم کا ہے۔ حجازی صاع پانچ رطل اور تہائی رطل یعنی $\frac{16}{3}$ رطل کا ہوتا ہے تو جب $\frac{900}{7}$ درہم کو $\frac{16}{3}$ کے ساتھ ضرب دی تو $\frac{4800}{7}$ درہم ہوئے تحقیق سے یہ بھی ثابت ہے کہ ایک درہم کا وزن تین ماشے ایک رتی اور $\frac{1}{5}$ رتی یعنی $\frac{126}{5}$ رتی ہے۔ آٹھ رتی کا ایک ماشہ کے حساب سے دو ہزار ایک سو ساٹھ ماشے ہوئے پھر جب اس کے تولے، چھٹانک اور سیر بنائے گئے تو حسبِ مذکور وہی سوا دو سیر صاع حجازی کا وزن نکلا۔

صاع حجازی کا وزن بصورت درہم یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے۔

$$\text{سیر } 2\frac{1}{4} = \frac{9}{4} = \frac{1}{\cancel{16}} \times \frac{1}{\cancel{5}} \times \frac{1}{\cancel{12}} \times \frac{1}{\cancel{8}_4} \times \frac{\cancel{126}^{\cancel{18}^{9}}}{\cancel{5}} \times \frac{\cancel{16}}{\cancel{3}} \times \frac{\cancel{900}^{\cancel{300}^{\cancel{60}^{5}}}}{\cancel{7}}$$

سیر چھٹانک تولے ماشے

تیسرا طریقہ ـــــ بذریعہ مُد

ایک صاع چار مُد کا ہوتا ہے اور مُد حجازی ایک رطل اور تہائی رطل کا ہے ایک رطل میں حسب مذکور $128\frac{4}{7} = \frac{900}{7}$ درہم ہوتے ہیں تو ایک مُد میں $\frac{1200}{7}$ درہم

ہوئے جبکہ چار مُد میں $\frac{4800}{7}$ درہم ہوگئے۔ایک درہم کاوزن تین ماشے ایک رتی اور $\frac{1}{5}$ رتی یعنی $\frac{126}{5}$ رتی ہے آٹھ رتی کا ایک ماشہ کے حساب سے اکیس سوساٹھ (2160) ماشے بن گئے۔جب اس کے تولے چھٹانک اور سیر بنائے گئے تو وہی سوادوسیر کا حجازی صاع ہوا۔

صاع حجازی کاوزن بصورت مُد یوں ظاہر ہوگا۔

$$\text{سیر } 2\frac{1}{4}=\frac{9}{4}=\frac{1}{16}\times\frac{1}{5}\times\frac{1}{12}\times 2160=\frac{1}{8}\times\frac{126}{5}\times\frac{4}{1}\times\frac{1200}{7}$$

چوتھا طریقہ بذریعہ استار

ایک عراقی مُد چالیس استار کے برابر ہوتا ہے اور ایک استار ساڑھے چار مثقال کامشہور ہے۔اگر استار کا حساب مثقال سے کیا جائے تو چالیس استار کے ایک سواسی مثقال ہوئے۔جس کے آٹھ سودس (810) ماشہ ہوئے۔بارہ ماشہ کا ایک تولہ کے حساب سے ساڑھے سڑسٹھ ($67\frac{1}{2}$) تولے ہوگئے اس کو پورا صاع بنانے کے لئے چار میں ضرب دی تو دوسوستر (270) تولہ ہوگئے جب اس کے سیر چھٹانک بنائے گئے تو تین سیر چھ چھٹانک بن گئے جو عراقی صاع کاوزن ہے جب حجازی صاع کا وزن معلوم کرنے کے لئے ایک تہائی وزن کی کمی کی گئی تو وہ سوادوسیر کاوزن حاصل ہوا جو کہ حجازی صاع کاوزن ہے۔صاع عراقی وحجازی کاوزن بصورت استار یوں بھی لکھا جاسکتا ہے۔

$$\text{تولے صاع عراقی } 270=\frac{1}{12}\times\underset{\text{ماشے}}{3240}=4\times\underset{\text{ماشے}}{810}=\frac{9}{2}\times\underset{\text{مثقال}}{180}=\frac{9}{20}\times\frac{40}{1}$$

$$\text{تولے صاع حجازی } 180=\frac{2}{3}\times 270$$

180 تولے = 2 سیر 4 چھٹانک

الغرض صاع کواوزان ہندیہ یعنی تولہ، سیر کی طرف منتقل کرنے کے چار طریقے جو اوپر بیان ہوئے ہیں ان سب کا نتیجہ یہ ہے کہ حجازی صاع 180 تولہ کا ہے جس کی چھٹانکیں 36 اور پھر اس سے سوا دو سیر وزن بنتا ہے اور صاع عراقی کا 270 تولے یعنی تین سیر چھ چھٹانک۔

صاع کا ہندی اور اعشاری وزن

صاع حجازی = 180 تولے = دو سیر چار چھٹانک

= سوا دو سیر = 2.099520 (تقریباً دو کلو سو گرام)

= 2 کلوگرام 99 گرام، 520 ملی گرام

صاع عراقی = 270 تولے = تین سیر چھ چھٹانک

= تین سیر چھ چھٹانک = 3.149280 کلوگرام

= 3 کلوگرام 149 گرام 280 ملی گرام

صاع حجازی تخمینی = 213 تولے 4 ماشے = دو سیر دس چھٹانک تین تولے چار ماشے

= 2.488320 کلوگرام (تقریباً اڑھائی کلو)

= 2 کلوگرام 488 گرام 320 ملی گرام

---

8 ـــــــ مکّوک
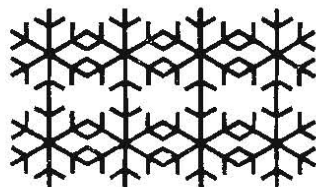
حدیث میں ذکر

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: کَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَغْتَسِلُ بِخَمْسِ مَکَاکِیکَ وَ یَتَوَضأُ بِمَکُّوکٍ. رسول اللہ ﷺ پانچ مکوک سے غسل اور ایک مکوک سے وضو کر لیا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم 149/1)

امام نووی اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ شاید یہاں مکوک سے مراد ''مُد'' ہے۔ کیونکہ حضرت انس کی اگلی روایت سے اس کی وضاحت ہو رہی ہے۔

البتہ تحقیق سے ثابت ہے کہ ''مکوک'' ایک مستقل پیمانے کا نام بھی ہے۔ جس کا ذکر لغتِ عرب میں ملتا ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ ''صُواعَ المَلِکِ'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ''کھَیئَۃِ المکوکِ و کان للعباس مثلہ فی الجاھلیۃ یشرُبُ منہ'' النہایۃ 350/4

سورۃ یوسف میں مذکور بادشاہ کا جام مکوک کی شکل کا تھا چنانچہ جناب عباس کے پاس ایسا ہی برتن تھا جس میں مشروبات پیتے تھے۔

اہل حجاز میں مکوک کا وزن

مکوک کے وزن کے متعلق ''صاحب قاموس'' لکھتے ہیں ''اَلْمَکُّوکُ ھُوَ مِکْیَالٌ یَسَعُ صَاعاً وّ نِصْفاً'' مکوک ایک ایسا برتن ہے جس میں ڈیڑھ صاع وزن

کے سما جانے کی گنجائش ہوتی ہے۔(272/4،نہایۃ ابن اثیر 310/4،لسان العرب 491/10)

ہندی برطانوی اور اعشاری وزن

مکوک حجازی = 3 سیر 6 چھٹانک = 3.149280 کلوگرام

مکوک عراقی = 5 سیر 1 چھٹانک = 4.723920 کلوگرام

9 ـــــ فَرَق

حدیث میں ذکر

رسول اللہ ﷺ نے سابقہ امت کے تین آدمیوں کا ذکر فرمایا جو ایک غار میں پھنس گئے تھے پھر انھوں نے نکلنے کے لئے اپنے اپنے نیک عمل کا ذکر کیا تھا۔ چنانچہ ایک آدمی نے کہا: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اسْتَاجَرْتُ اَجِیْراً بِفَرَقِ اَرُزٍّ'' اے اللہ! میں نے چاولوں کے ایک فرق کے عوض ایک مزدور رکھا تھا۔ صحیح بخاری 314/1

اہل حجاز میں فرق کا وزن

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو حالت احرام میں جوؤں کی تکلیف میں مبتلا دیکھ کر فرمایا'': فَاحْلِقْ رَاسَکَ وَ اَطْعِمْ فَرَقاً بَیْنَ سِتَّةِ مَسٰکِیْنَ وَالْفَرَقُ ثَلٰثَةُ اٰصُعٍ اَوْ صُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اَوِ انْسُکْ نَسِیْکَةً ''

کہ تم اپنا سر منڈ والو اور ایک فرق چھ مساکین کے درمیان تقسیم کرو اور فرق تین صاع کا ہوتا ہے یا تین روزے رکھو یا ایک جانور کی قربانی کرو۔ (صحیح مسلم 382/1)

اسی صفحہ پر ایک اور روایت میں فرق کے بدلے یہ الفاظ ہیں: ''أو اَطعِمْ ثلاثة اٰصُعٍ مِن تَمرٍ عَلیٰ سِتّةِ مَساکین'' کہ تم تین صاع کھجوروں کے چھ مساکین میں بانٹ دو۔

درج بالا روایات سے ثابت ہوا کہ ایک فرق تین صاع کا ہوتا ہے چنانچہ ابن قدامہؒ فرماتے ہیں: ''و قَالَ اَبُو عُبید وَلاَ اختِلاَفَ بینَ النّاسِ اعلَمُه فِی اَنّ الفَرقَ ثلاثة اٰصُع والفرق سِتّةَ عَشَرَ رِطلاً'' ابوعبیدؒ کا کہنا ہے کہ میرے علم کے مطابق اس میں کسی شخص کا اختلاف نہیں کہ ایک فرق تین صاع کا ہوتا ہے اور فرق میں سولہ رطل ہوتے ہیں۔ (المغنی ابن قدامہ 1/295)

امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں: ''سَمِعتُ احمدَ بنَ حَنبَلٍ یقولُ الفرقُ سِتّةَ عَشَرَ رِطلاً'' میں نے احمد بن حنبلؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ''ایک فرق سولہ رطل کا ہوتا ہے۔'' ابوداؤد مع عون 1/97

ابوعبید قاسم فرماتے ہیں: ''انّ الفرق ثلاثة اٰصُعٍ و ھی ستّة عَشَرَ رِطلاً'' کتاب الأموال صفحہ 516 کہ ایک فرق تین صاع کا ہوتا ہے اور اس کے سولہ رطل بنتے ہیں۔

درج بالا عبارات سے واضح ہوا کہ ایک فرق تین صاع کا ہوتا ہے یا سولہ رطل کا۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہوتا ہے تبھی تو تین صاع کے سولہ رطل بنتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک فرق بارہ مُد کا ہوتا ہے کیونکہ ایک فرق میں تین صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع میں چار مُد۔

فرق کا وزن ہندی اور اعشاری نظام میں

حجازی صاع کے مطابق = 6 سیر 12 چھٹانک = 6.298560 کلوگرام

عراقی صاع کے مطابق = 10 سیر 2 چھٹانک = 9.447840 کلوگرام

10 ـــــــ قَفِیز

حدیث میں ذکر

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"مَنَعَتِ الْعِراقُ دِرهَمَها و قَفِيْزَها." اہل عراق نے اپنے درہم اور قفیز روک لئے۔ (کتاب الفتن صحیح مسلم 391/2)

وزن

"الـقَـفيزُ مكيالٌ وَ هُوَعِنْد العِراق ثمانيةُ مَكاكِيكَ" قفیز ایک ایسا پیمانہ ہے جو اہل عراق کے ہاں آٹھ مکوک کے برابر ہے۔ (شرح مسلم للنووی 391/2 لسان العرب 395/5، نہایہ، القاموس)

خلاصہ یہ کہ: ایک قفیز آٹھ مکوک کے برابر ہے اور مکوک (جیسا کہ بیان ہو چکا ہے) ڈیڑھ صاع ہوتا ہے گویا ایک قفیز بارہ صاع کا ہوا۔

وزن برطانوی اور اعشاری نظام میں

- قفیز بحساب صاع حجازی = 27 سیر = 25.194 240 کلوگرام
- قفیز بحساب صاع عراقی = ایک من 8 چھٹانک = 37.791 360 کلوگرام

نوٹ: قفیز زمین کے ایسے ٹکڑے کو بھی کہا جاتا ہے جس کی پیمائش ایک سو چوالیس (144) ہاتھ یعنی 216 فٹ ہوتی ہے (لسان العرب 395/5)

11 ــــــــ اِرْدَبّ

حدیث میں ذکر

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مَنَعَتِ العِراقُ دِرْهَمَهاوَ قَفِيْزَها ومَنَعَتِ الشّام مُدْيَهاودِيْنارَها و مَنَعَتْ مِصْرُ اِرْدَبّها و دينارَها'' صحیح مسلم 391/2 کہ اہل عراق نے درہم اور قفیز روک لئے اور اہل شام نے مُدی اور دینار روک لئے اوراہل مصر نے اپنے اردب اوردینار روک لئے۔

اردب کاوزن اہل عرب میں

''اَلاِرْدَبْ هُوَ مِكْيالٌ معروفٌ لِأَهْلِ مِصْرَ .قال الاَزْهرِی و آخرُون يَسَعُ اَرْبَعَةً و عِشْرِيْنَ صاعًا (شرح مسلم للنووی 391/2) اردب ایک ایسا پیمانہ ہے جواہل مصر میں معروف تھا۔ ازہریؒ وغیرہ کا بیان ہے کہ ایک اردب (برتن) میں چوبیس صاع کے سما جانے کی گنجائش ہوتی ہے۔

نوٹ: درج بالا روایت میں جو''مُدی'' کا ذکر ہے یہ اہل شام کا پیمانہ تھا جو پندرہ مکوک کے مساوی تھا۔ (النہایہ 310/4)

برطانوی اوراعشاری نظام میں وزن

◉ اردب بحساب صاع حجازی = 1 من 14 سیر = 50.388 کلوگرام

◉ اردب بحساب صاع عراقی = 2 من 1 سیر = 75.582 کلوگرام

12 ـــــــ قُلّہ
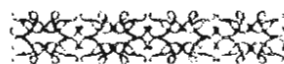
حدیث میں ذکر

(ا) رسول اللہ ﷺ نے قصہ معراج بیان کرتے ہوئے فرمایا: "رُفِعَتْ لِي سدرۃُ المنتهىٰ فإذا نَبِقُها كأنّه قِلالُ هَجَرَ وَ وَرَقُها كأنّه آذانُ الفُيُولِ" سدرۃ المنتھی میرے لئے اٹھایا گیا۔ اس کا پھل ہجر کے مٹکوں کی طرح تھا اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں جیسے تھے۔ (صحیح بخاری 456/1)

(ب) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اذا كانَ الماءُ قُلّتين لَمْ يَحْمِلِ الخَبَثَ" کہ جب پانی دو قلے ہو تو وہ (معمولی نجاست پڑ جانے سے ناپاک نہیں ہوتا (ابوداؤد 23/1، ترمذی 70/1)

قلہ کیا ہے ؟

اہل حجاز "قلہ" ایک ایسے مٹکے کو کہتے تھے جو پانی رکھنے کیلئے استعمال ہوتا تھا چنانچہ امام ترمذیؒ "حدیث قلتین" کو بیان کرنے کے بعد محمدؒ بن اسحاق کے حوالے سے لکھتے ہیں: "اَلقُلّةُ هِيَ الجرارُ التي يُستَسقىٰ فِيها" قلہ ایک ایسا مٹکا تھا جس میں پینے کے لئے پانی رکھا جاتا تھا۔ (جامع ترمذی مع تحفہ 70/1)

واضح رہے اہل عرب میں "قلہ" کے نام سے متعدد برتن تھے جو پانی کے لئے استعمال ہوتے تھے۔

وجہ تسمیہ

قلہ" کا لغوی معنیٰ "اٹھانا" ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "حتّىٰ إذا أقلّتْ سحاباً ثقالاً۔ ہوائیں جب بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں" (اعراف:57)

چونکہ یہ برتن ایک طاقتور آدمی اٹھاتا تھا اس لئے اس کا نام ''قلہ'' رکھا گیا تھا۔ قلہ کی جمع ''قلال'' ہے۔ (تحفۃ الاحوذی 71/1، المغنی 36/1)

قلہ کا لغوی معنیٰ ''بلند اور اُونچا'' کے بھی ہیں۔ چونکہ یہ بڑا برتن زمین پر رکھنے کے باوجود بلند اور اونچا دکھائی دیتا تھا اس لئے اسے قلہ کہا جاتا تھا۔

یہاں کونسا قلہ مراد ہے ؟

جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے کہ اہل عرب میں ''قلہ'' کے نام سے متعدد برتن تھے لیکن ''حدیث قلتین'' میں ہجر بستی کا قلہ مراد ہے۔ اس تخصیص کی دو وجہیں ہیں پہلی یہ کہ ابنؒ عدی نے سیدنا ابن عمرؓ سے جو روایت اپنی کتاب میں درج کی ہے اس کے الفاظ میں یوں صراحت ہے: ''اذا کان الماءُ قُلَّتین من قلالِ هَجَرَ۔۔۔'' جب ''ہجر'' کے دو مٹکوں کے برابر پانی ہو۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ''بستی ہجر'' کا قلہ سب سے بڑا قلہ تھا جو اہل عرب میں سب سے زیادہ مشہور و معروف بلکہ ضرب المثل تھا۔ حتیٰ کہ شعراء عرب اپنے کلام میں اس کا تذکرہ کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سدرۃ المنتہیٰ کے پھل کو اسی بستی کے قلہ سے تشبیہ دی۔ اسی طرح یہاں بھی پانی کی تحدید کے لئے پانی کا ایک بڑا برتن مقصود تھا تو اس کے لئے ''قلہ ہجر'' متعین فرمایا۔ (المغنی 37/1)

اہل حجاز میں قلہ ہجر کا وزن

امام ترمذیؒ ''حدیث قلتین'' ذکر کرنے کے بعد شافعی۔ احمد۔ اسحٰق رحمہم اللہ کا ذکر کر کے لکھتے ہیں: ''قالوا یکونُ نحواً من خمسِ قِرَبٍ'' یعنی ان ائمہ کے نزدیک دو قلے پانی کی مقدار تقریباً پانچ مشکوں کے برابر ہے۔

علامہ عبدالرحمٰنؒ مبارکپوری اس روایت کی شرح میں لکھتے ہیں: مِقْدارُ الْقُلَّتَینِ

قریبًا من خمسِ قِرَبٍ و ذلک نحوُ خمسِ مِائۃِ رطلٍ (تحفۃ الاحوذی 71/1) دوقلوں کی مقدار تقریباً پانچ مشکیں پانی ہے جو پانچ سو رطل کے قریب ہے۔

ابن قدامہ رقمطراز ہیں: "قُلّتانِ من قِلالِ هَجَرَ و هُما خمسُ قِرَبٍ کل قِرْبۃٍ مائۃُ رطلٍ بالعراقی، فتکون القُلّتانِ خمسُ مائۃِ رطل بالعراقی" کہ ہجر کے دو قلے پانچ مشکیں ہیں۔ ہر مشک ایک سو عراقی رطل کے وزن کے برابر ہے اس طرح دو قلے پانچ سو عراقی رطل کے وزن کے مساوی ہیں۔ (مغنی 36/1)

خلاصہ یہ کہ ہجر کے دو قلے پانی پانچ مشکوں کے پانی کے مساوی تھے۔ اور ہر مشک میں سو رطل پانی ہوتا ہے اس طرح پانچ مشکوں میں تقریباً پانچ سو رطل پانی ہوا

قلہ کا ہندی، برطانوی اور اعشاری وزن

- ایک قلہ = اڑھائی مشکیں پانی
- عربی وزن ایک قلہ = 250 رطل تقریباً
- برطانوی وزن = 2 من، 25 سیر، 7 چھٹانک 2 تولے 6 ماشے
- اعشاری وزن = 98.415 کلوگرام
- دو قلے = پانچ مشکیں پانی
- عربی وزن = 500 رطل تقریباً
- برطانوی وزن = 5 من 10 سیر 15 چھٹانک
- اعشاری وزن = 196.830 کلوگرام

= ایک کوئنٹل 96 کلوگرام اور 830 گرام

13 ـــــــــ جریب
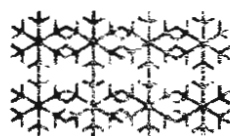
روایت میں ذکر

عن حارثةَ بن المضرب انّ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه‘ امَرَ بجریبٍ من طعامٍ فعُجِن ثم خُبِزَ ثم ثُرِد بزیتٍ ثم دعا علیه ثلاثینَ رجلاً فا کلوا مِنه غداءَ ھم حتیّ اصْدَرَھم ثم فَعَلَ بالعَشاءِ مثل ذالک و قَالَ یکفی الرَجُلَ جریبان کل شھر فکان یرزق الناس المرأ ةَ والرجلَ والمملوک جَریبینِ جریبینِ کل شھرٍ (کتاب الأموال لابی عبید صفحہ 247)

حارثہ بن مضرب سے روایت ہے کہ سیدنا خلیفہ ثانی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ‘ نے حکم دیا کہ ایک جریب کی مقدار جنس لائی جائے پھر اس کا آٹا بنا کر گوندھا گیا اور روٹی تیار کی گئی پھر اس کے ٹکڑے گھی، تیل میں بھگوئے گئے۔ پھر تیس آدمیوں کو دعوت دی گئی جنھوں نے یہ دوپہر کا کھانا کھایا حتیٰ کہ وہ فارغ ہوئے پھر شام کے کھانے کا اسی طرح بندوبست کیا گیا۔ اس عمل سے حضرت عمرؓ نے اندازہ فرمالیا کہ ایک آدمی کے لئے ہر مہینے دو جریب کی مقدار خوراک کافی ہے لہٰذا جس گھر میں خاوند۔ بیوی اور غلام ہوتا آپ انہیں ہر مہینے دو دو جریب کی مقدار خوراک دیتے تھے۔

جریب کا [illegible] میں وزن

الجریبُ مکیالٌ قدرُ اربعةِ اَقْفِزَةٍ. جمعه اجرِبة و جُربان (القاموس 466/1 لسان العرب 260/1) جریب ایک ایسا پیمانہ ہے جس کی مقدار چار قفیز کے برابر ہے

نوٹ: پیچھے ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ایک قفیز بارہ صاع کا ہوتا ہے لہٰذا ایک جریب میں

4 صاع ہوئے۔

جریب کا وزن ہندی اور اعشاری نظام میں

جریب بحساب صاع حجازی = 2 من ، 28 سیر = 100.776960 کلوگرام

جریب بحساب صاع عراقی = 4 من ، 2 سیر = 151.165440 کلوگرام

14 ــــــ وَسَق

حدیث میں ذکر

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "لَیُسَ فِیُمَا دُونَ خمسةِ اَوُسُقٍ صَدَقَةٌ" کہ (کھجور، پھل وغیرہ میں) پانچ وسق وزن سے کم میں زکوۃ نہیں۔ (صحیح بخاری 194/1)

وسق کا وزن عہدِ نبوی میں

"وسق" کے بارے میں تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ وہ ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ اس بارے میں سنن ابن ماجہ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " الوسقُ ستّونَ صَاعًا" کہ وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزکوۃ باب الوسق ستون صاعا)

امام نوویؒ شارح مسلم لکھتے ہیں "الوسق فی اللغة "الحمل" والمراد بالوسق سِتّونَ صَاعًا کُل صَاعٍ خمسةُ ارطالٍ و ثلث بالبغدادی (شرح مسلم 315/1) لغت عرب میں وسق "ایک وزن" کو کہتے ہیں وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع $5\frac{1}{3}$ رطل کا ہوتا ہے۔

ابوعبید قاسمؒ لکھتے ہیں: "قال (ابو قلابة) اَلوسقُ ستّونَ صَاعًا" (کتاب الأموال صفحہ 517) ابوقلابہ نے فرمایا: ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔

برطانوی اوراعشاری وزن

ایک وسق بحساب صاع حجازی=3 من 15 سیر = 125.971200 کلوگرام
=ایک کوئنٹل 25 کلوگرام 971 گرام اور 200 ملی گرام

نوٹ: پانچ وسق کا وزن = 16 من 35 سیر = 629.856 کلوگرام

ایک وسق بحساب عراقی صاع=5 من 2 سیر 8 چھٹانک= 188.956800 کلوگرام
(ایک کوئنٹل 88 کلوگرام 956 گرام 800 ملی گرام)

نوٹ: سوکلوگرام کا ایک کوئنٹل ہوتا ہے۔

---

15 ـــــــ کُرّ

حدیث میں ذکر

اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ کُرًّا لَم یحمِل نَجسًا (نہایہ لابن اثیر 162/4)

جب ایک ''کُر'' پانی ہوتو ناپاک نہیں ہوتا۔

اہل عرب میں وزن

''الکُرّ مکیالٌ لِلعِراق و ستة اوقارِ حمارٍ وَ ھُو ستّونَ قَفِیزاً'' کُر اہل عراق کا پیمانہ ہے جس کا وزن چھ گدھے اٹھاتے ہیں اور وہ ساٹھ قفیز کا ہوتا ہے۔ (قاموس 34/4)

''قال الازھری اَلکُرُّ ستُّون قَفِیزًا وَالقَفِیزُ ثمانیةُ مکاکیکَ

والمكّوكُ صاعٌ و نِصفُ فهُوَ علٰی هٰذا الحسابِ اثنا عَشَرَ وسُقاً وکلُّ وَسُقٍ ستونَ صَاعًا' ازھری کا کہنا ہے کہ ایک ''کر'' ساٹھ قفیز کا ہوتا ہے اور قفیز آٹھ مکوک کا اور مکوک ڈیڑھ صاع کا۔ تو اس حساب سے ''کر'' بارہ وسق کا ہوا اور ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں۔

الغرض 720 صاع = 60 قفیز = ایک کُر

ہندی برطانوی اور اعشاری نظام میں

ایک کر بحساب صاع حجازی = 40 من 20 سیر

= 1511.654400 کلوگرام

(ایک میٹرک ٹن 5 کوئنٹل 11 کلوگرام 654 گرام 400 ملی گرام

ایک کر بحساب صاع عراقی = 60 من 30 سیر

=2267.481600 کلوگرام

(2 میٹرک ٹن 2 کوئنٹل 67 کلوگرام 481 گرام 600 ملی گرام)
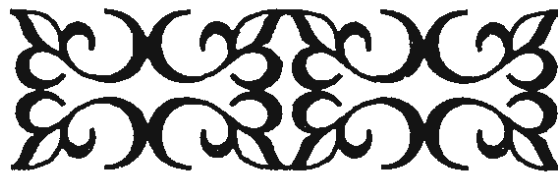
پیمائش کے لئے اسلامی پیمانے

1 ــــ اصبع ــــ انگلی

حدیث میں ذکر

نَهىٰ رسو لُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم عن الحريرِ اِلاموضعَ إِصْبَعَيْنِ أو ثلاثٍ أو اربعٍ . رسول اللہ ﷺ نے (مردوں کے لئے) ریشم کا استعمال منع فرمایا الا یہ کہ وہ دو تین یا چار انگلیوں کی مقدار کے برابر ہو۔ (تو اس میں کوئی حرج نہیں) جامع ترمذی مع تحفہ 40/3

انگلی کی مقدار اہل عرب میں

قال النووی " الإِ صبَعُ ستُّ شعیراتٍ مُعْتَرِضاتٍ معتدلاتٍ "
ایک انگلی کی (چوڑائی میں) مقدار جو کے ایسے چھ دانوں کے برابر ہے جو درمیانے سائز کے ہوں اور چوڑائی میں رکھے جائیں۔ شرح مسلم للنووی 241/1

برطانوی اور اعشاری نظام میں مقدار

- درمیانے قد والے آدمی کی ایک انگلی کی چوڑائی = $\frac{3}{4}$ انچ (یعنی پونا انچ)
  = 19.05 ملی میٹر
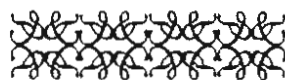
2 ـــــ قُبضہ (مُٹھی)

حدیث میں ذکر

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ " کُنَّا نَستَمتِعُ بِالقُبضَۃِ من التّمر وَ الدقیق . ہم (نکاح متعہ میں جو کہ پہلے جائز تھا) کھجوروں اور آٹے کی ایک مٹھی دے کر فائدہ حاصل کرتے تھے۔ صحیح بخاری 451/2

کیفیت

قبضہ کا مطلب ایک مٹھی ہے لیکن پیمائش میں ایسی مٹھی مراد ہوتی ہے جس میں انگوٹھا کھڑا ہو۔

مقدار

درمیانے قد کے آدمی کی مذکورہ کیفیت میں ایک مٹھی پیمائش کے حساب سے تقریباً چھ انچ ہوتی ہے اور دو مٹھیاں بارہ انچ یعنی ایک فٹ سمجھی جاتی ہیں چنانچہ پہلے وقتوں کے لوگ ایک فٹ کی پیمائش دو مٹھیوں سے ہی کرلیا کرتے تھے۔

مقدار ہندی میں

ایک مٹھی = 6 انچ

مقدار اعشاری نظام میں

6 انچ = 152.4 ملی میٹر

3 ــــــ شِبُر (بالِشت)

حدیث میں ذکر

سیدنا انس رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رب تعالیٰ کی طرف سے بیان کرتے ہیں: کہ ''اِذَا تَقَرَّبَ العَبْدُ اِلَیَّ شِبراً تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذراعاً وَ اِذَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذراعاً تقربتُ مِنه باعاً...... '' جب بندہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں اس کے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جب وہ ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں چار ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں۔ ----صحیح بخاری 1125/2

مقدار اہل عرب میں

اَلشِّبْرُ مَا بَیْنَ اَعْلَی الإِبْهامِ وَاَعْلَی الخِنْصَرِ (القاموس 665/2)

کھلے ہاتھ کے انگوٹھے کے سرے سے لے کر چھوٹی انگلی کے سرے تک کے حصے کو شبر (بالشت) کہتے ہیں۔ پھر اس قدر مقدار کو بھی بالشت کہا جاتا ہے۔

ہندی اور اعشاری مقدار

درمیانے قد کا آدمی ہو تو اس کی بالشت تقریباً 9 انچ ہوتی ہے۔ شبر کی جمع اشبار ہے

◉ بالشت = 9 انچ = 228.6 ملی میٹر

4 ـــــ ذراع (ایک ہاتھ)

حدیث میں ذکر

بالشت کی وضاحت میں صحیح بخاری کے حوالے سے حدیث بیان ہو چکی ہے جس میں ''ذراع'' کا بھی ذکر ہے۔

اہل عرب میں مقدار

والذراع مِن طرفِ المِرفَقِ اِلیٰ طرفِ الإِ صبَع الوُسطیٰ جمعه اذرُع و ذُرعان (القاموس 253/2) ذراع (ایک ہاتھ) سے مراد بازو کا وہ حصہ ہے جو کہنی سے لے کر درمیانی انگلی کے سرے تک ہوتا ہے۔ پھر اس کی اس قدر مقدار کو بھی ذراع کہتے ہیں۔

حدیث وفقہ کی کتب میں ذراع دو قسم کا معروف ومشہور ہے۔ متقدمین کے ہاں بتیس انگشت کا ذراع تھا جب کہ متاخرین میں چوبیس انگشت کا ذراع معروف ہے (دیکھئے نووی شرح مسلم)

واضح رہے 32 یا 24 انگشت سے مراد یہ ہے کہ چار انگلیاں ملا کر رکھی جائیں اور اس میں انگوٹھے کو شامل نہ کیا جائے (پنجابی میں اس کو ''چپہ'' کہا جاتا ہے پھر چار ان کے برابر رکھی جائیں پھر اس طرح چار ان کے برابر ہوں حتیٰ کہ 32 یا 24 انگشت ہو جائیں۔ کتب حدیث میں متقدمین کی بجائے متاخرین کا ذراع مشہور اور مستعمل ہے جو چوبیس انگشت کا ہوتا ہے۔

مقدار ہندی میں

علماء متاخرین کے ذراع کے مطابق ہمارے ہاں یہ مقدار اٹھارہ انچ یعنی ڈیڑھ

فٹ تقریباً ہے۔ ہمارے ہاں پیمائش کے موقعہ پر ''ایک ہاتھ'' کی جو اصطلاح معروف ہے وہ ''ذراع'' کا ہی مفہوم ہے۔

مقدار اعشاری نظام میں

◉ ایک ذراع = 24 انگشت = 18" = 457.2 ملی میٹر

5 ——— خُطوۃ (قدم)

حدیث میں ذکر

جو شخص اپنے گھر سے وضو کر کے نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد کی طرف چل پڑتا ہے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: لَمْ یَخْطُ خُطْوَۃً اِلّا رُفِعَتْ لَہٗ بِھَا دَرجۃٌ (صحیح بخاری 89/1) ایک قدم چلنے سے اس کا ایک درجہ بڑھ جاتا ہے۔۔۔

اہل عرب میں مقدار

اَلْخُطْوَۃُ مابینَ القَدَمَیْنِ درمیانے قد کے آدمی کی عام چال چلتے وقت دو پاؤں کے درمیانی فاصلے اور مقدار کو ''خطوۃ'' کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع خطأ یا خطوات آتی ہے (القاموس 80/2)

علامہ ابن اثیرؒ فرماتے ہیں ''الخطوۃُ بُعد مابین القَدَمَیْن فی المشیِ'' چلتے وقت دو قدموں کے درمیانی فاصلے کو ''خطوۃ'' کہتے ہیں۔ 51/2

مقدار ہندی اور اعشاری نظام میں

چلتے وقت دو پاؤں کے درمیان فاصلہ تقریباً ''ایک فٹ'' ہوتا ہے۔ یاد رہے

پیمائش کرنے والے بارہ انچ کے آلہ کو بھی فٹ کہا جاتا ہے ''فٹ'' کا معنی ''قدم'' ہے اور یہ ایک قدم کی پیمائش کو ظاہر کرتا ہے

ایک قدم = ایک فٹ = 304.8 ملی میٹر

---

6 ــــــ باع

حدیث میں ذکر

شبر (بالشت) کی تشریح میں بحوالہ صحیح بخاری حدیث بیان ہو چکی ہے اس میں ''باع'' کا بھی ذکر ہے۔

مقدار اہل عرب میں

''الباعُ قدرُ مدّ الیدَین'' (قاموس 342/1) دونوں ہاتھ پھیلائے جائیں تو ایک ہاتھ کی انگلیوں کے سروں سے لے کر دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے سروں تک کے درمیانی فاصلے کو ''باع'' کہا جاتا ہے۔

علامہ باجیؒ ''باع'' کی تشریح میں یوں رقم طراز ہیں: الباعُ طولُ ذراعَیِ الاِ نسانِ و عَضُدَیْهِ و عَرَض صدره و ذالک قدرُ اربعةِ اَذرُعٍ فتح الباری شرح بخاری 514/13۔ درمیانے قد کا ایک انسان دونوں بازو پھیلائے تو ایک ہاتھ کی انگلیوں کے سروں سے لے کر دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے سروں تک بمع سینے کی چوڑائی اس مقدار وفاصلے کو ''باع'' کہا جاتا ہے۔ جو کہ چار ہاتھ کے برابر ہے۔

برطانوی اور اعشاری نظام میں لمبائی

ایک باع = چار ہاتھ = 72 انچ = 6 فٹ = 2 گز = 1.828 میٹر

یعنی 1 میٹر اور 828 ملی میٹر

7 ——— شرعی میل

حدیث میں ذکر

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: کان رسولُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا خَرَجَ مَسِیْرَۃَ ثلاثۃ اَمْیَالٍ أو فَراسِخَ قصرَ الصَّلٰوۃَ (صحیح مسلم 242/1) رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کی مسافت تک جانے کے لئے نکلتے تو نماز قصر کرتے تھے۔

میل کی وجہ تسمیہ

لغت عرب میں میل کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی گئی ہے: "قَدْرُ مَدِّ البَصَرِ" یعنی منتہائے بصر کی مسافت کو میل کہا جاتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ اصطلاح فقہاء میں ایک تہائی فرسخ کو میل کہتے ہیں۔

میل کی مقدار اہل عرب میں

شرعی میل کی مقدار کی تعیین میں فقہاء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ "میل" تین ہزار ذراع (ہاتھ) کا ہوتا ہے یہ متقدمین فقہاء کا قول ہے جب کہ متاخرین فقہاء کے نزدیک "ایک میل" چار ہزار ذراع کا ہوتا ہے۔ اس بارے میں تیسرا قول یہ ہے کہ "ایک میل" چھ ہزار ذراع کا ہوتا ہے اس بارے میں چوتھا قول ہے کہ ایک شرعی میل پانچ ہزار دو سو پچاس ذراع کا ہوتا ہے۔ تیسرے قول کو محدثین نے قبول و بیان کیا ہے چنانچہ شارح مسلم علامہ نووی لکھتے ہیں: والمیل (الھاشمی) ستۃُ آلافِ ذراعٍ والذراعُ اربع و عشرون اِصبعاً معترضۃً

معتدِلة والاِصبَعُ ستُّ شعیراتٍ معترضات معتدلاتٍ ۔ یعنی شرعی میل چھ ہزار ذراع کا ہوتا ہے اور ذراع چوبیس انگلیوں کا جو درمیانے سائز کی ہوں چوڑائی میں رکھی ہوں۔ انگلی کی چوڑائی جو کے ایسے چھ دانوں کے برابر ہے جو معتدل سائز کے ہوں اور چوڑائی میں رکھے جائیں۔

قاضی شوکانیؒ اور شیخ علامہ شمس الحقؒ عظیم آبادی شارح سنن ابی داؤد دونوں حضرات امام نوویؒ کے بیان کردہ میل کی مزید توضیح وتشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ثُمّ اِنّ الذِّراعَ الذی ذکر النووی تحریرَہ وَ قَدْ حرّرہ غیرُہ بذراعِ الحدید المشھور فِی مِصرَ والحجازِ فی ھذہِ الأَعْصارِ فوَجَدَہ یَنْقُصُ من ذراعِ الحدیدِ بقدرِ الثمُنِ فعلیٰ ھذَا فَالمِیْل بذراع الحدیدِ فی القول المشھورِ خمسة آلاف ذراع و مائتان و خمسونَ ۔ (نیل الاوطار 218/3 ۔ عون المعبود شرح سنن ابی داؤد 466/1) وہ ذراع جس کا ذکر امام نوویؒ نے کیا ہے دوسرے علماء نے موجودہ دور کے مصر وحجاز میں رائج لوہے کے بنے ہوئے ذراع سے مقابلہ کر کے اس کی مقدار معلوم کی ہے تو معلوم ہوا کہ وہ ذراع لوہے کے بنے ہوئے ذراع (گز) سے آٹھواں حصہ کم تھا۔ لہٰذا مشہور قول کے مطابق میل کی مقدار موجودہ مروج لوہے کے ذراع کے حساب سے 5250 ذراع بنتی ہے۔

چونکہ دو ذراع کا ایک انگریزی گز ہوتا ہے اس لئے ایک ہاشمی میل دو ہزار چھ سو پچیس (2625) گز کا ہوا۔ یہ وہ میل ہے جسے پاک و ہند کے لوگ ''کوس'' (پنجابی میں کوہ) کہا کرتے تھے۔ جب ہندوستان میں انگریزی دور آیا تو انگریزی میل رائج ہوا جو ایک ہزار سات سو ساٹھ (1760) گز کا متعین ہوا اس طرح میل کی مقدار میں کمی کر دی گئی چنانچہ سابقہ ایک ہاشمی میل برابر ہوا ایک انگریزی میل اور آٹھ سو پینسٹھ (865) گز کے۔ اب انگریزی میل کی جگہ پر اعشاری نظام آ

چکا ہے جس میں میل کی جگہ کلومیٹر کی اصطلاح استعمال ہونے لگی ہے اور وہ انگریزی میل سے بھی چھوٹا ہے لہذا حساب یوں ہے:

ایک شرعی ہاشمی میل

= 5250 ذراع = 2625 گز

= ایک انگریزی میل اور 865 گز زائد

(تقریباً ڈیڑھ میل)

اعشاری مقدار

= 2.400300 کلومیٹر

یعنی 2 کلومیٹر، 400 میٹرز، 300 ملی میٹرز

نوٹ: واضح رہے کہ ایک انگریزی میل = 1.609344 کلومیٹر

(یعنی ایک کلومیٹر 609 میٹرز 344 ملی میٹرز)

---

8 ــــــ فرسخ

حدیث میں ذکر

رسول اللہ ﷺ نے جہنمی کافر کی حالت یوں بیان کی کہ: إن الكافر ليسحب لسانه الفرسخ والفرسخين يتوطأه الناس. جامع ترمذی مع التحفہ 341/3۔ کہ کافر شخص جہنم میں اپنی زبان کو ایک فرسخ یا دو فرسخ تک کھینچے گا جسے لوگ (قدموں تلے) پامال کریں گے۔

مقدارِ مسافت اہل حجاز میں

صاحب قاموس لکھتے ہیں: فرسخ الطریق :ثلاثة امیال هاشمیة . کہ تین ہاشمی میل کا ہوتا ہے۔ القاموس 469/3

مقدار ہندی میں ◉ ایک فرسخ = تین ہاشمی میل = 4 میل اور 835 گز

اعشاری نظام میں ◉ ایک فرسخ = 4 میل 835 گز = 7.200900 کلومیٹر

یعنی 7 کلومیٹر 200 میٹر اور 900 ملی میٹر

---

9 ــــــ برید

روایت میں ذکر

کانَ ابنُ عُمرَ و ابنُ عباسٍ یَقْصُرانِ و یُفْطِرانِ فِیْ اربعةِ بُرُدٍ وَهُو سِتَّةَ عَشَرَ فَرْسَخًا (صحیح بخاری 147/1) سیدنا ابن عمر اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما چار برد کی مسافت میں نماز قصر سے پڑھتے اور روزہ چھوڑ دیتے تھے چار برد سے سولہ فرسخ کی مسافت ہوتی ہے۔

مقدار ہندی میں

مذکورہ حدیث میں چار برد کی مسافت سولہ فرسخ بتائی گئی تو اس طرح ایک برید چار فرسخ کا ہوا اور ایک فرسخ تین ہاشمی میل کا (جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا ہے) اس طرح ایک برید بارہ ہاشمی میل کا ہوا۔

ایک برید = 12 ہاشمی میل = 17 میل 1580 گز

= 28.803600 کلومیٹر

اشعار

1۔اِنّ البريدَ من الفراسِخ أربعٌ	وَ لِفرسخ فثلاث أميال ضعوا
2۔والِميل أكثرمن ألف الباع قل	و الباعُ أربع أذرعٍ تُستَتبَعُ
3.ثم الذراع من الأصابِع أَربَعٌ	من بعدها العِشرُون ثمّ الاصبع
4۔سِتٌّ شعيرات فظهر شعيرة	مِنها الى بطن الأخرىٰ تُوضَعُ
5.ثم الشعيرة سِتّ شعُرات فقل	من شعر بغل ليس فِيها مَدفَعُ

ترجمہ:

بے شک ایک برید چار فرسخ کا ہوتا ہے اور ایک فرسخ میں تین میل سمجھو۔
پھر کہو کہ میل ایک ہزار باع سے زیادہ کا ہوتا ہے جب کہ باع چار ذراع پر مشتمل ہوتا ہے۔
پھر ایک ذراع (چوڑائی میں) چوبیس انگلیوں سے بنتا ہے۔
(چوڑائی میں) انگلی کا جو کے چھ دانوں کے برابر ہونا ظاہر ہے۔ بشرطیکہ وہ جو چوڑائی میں جوڑ کر رکھے جائیں۔
ایک جو خچر کے چھ بالوں کے مساوی ہوتا ہے۔

نصابِ زکوٰۃ

سونے میں زکوٰۃ اور نصاب

عن محمد بن عبدالرّحمٰن الأنصارِی: اَنَّ فی کتابِ رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و فِی کتابِ عُمَرَ رضی اللّٰہ عنہ' فِی الصدقۃِ ان الذّھبَ لا یؤخَذُ مِنہ شَییٔ حتیّ یَبْلغَ عشرین دینارًا، فاذا بَلَغَ عشرینَ دینارًا ففِیہِ نصفُ دینارٍ. محمدؒ بن عبدالرحمٰن انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خط اور عمرؓ کے خط میں زکوٰۃ کے متعلق یہ حکم تھا کہ سونا سے اس وقت تک زکوٰۃ نہ لی جائے جب تک وہ بیس دینار تک نہ پہنچ جائے۔ جب وہ بیس دینار تک پہنچ جائے تو اس میں نصف دینار زکوٰۃ ہے شیخ البانیؒ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ (دیکھئے ارواء الغلیل 290/3)

اہل علم کی تصریحات کی روشنی میں ایک دینار کا برطانوی وزن چار ماشہ اور چار رتی ہے۔ جیسا کہ پیچھے تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔ جب بیس کے ساتھ ضرب دی جائے تو کل نوے ماشے ہوئے جس کے سات تولے اور چھ ماشے (ساڑھے سات تولے) بنتے ہیں جو سونے کا نصاب ہے۔

موجودہ دور میں رائج اعشاری نظام کے مطابق سونے کا نصاب درج ذیل ہے۔

20 دینار = ساڑھے سات تولے سونا = 87.480 گرام سونا

نوٹ: واضح رہے اعشاری نظام میں ایک تولہ کا وزن 11.664 گرام ہے۔

چاندی کا نصاب

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَیْسَ فِیمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ. (صحیح مسلم 316/1)
پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔

واضح رہے ایک اوقیہ میں چالیس درہم ہوتے ہیں تو اس طرح پانچ اوقیہ میں دوسو درہم ہوئے۔ ارشاد نبویؐ ہے اس میں پانچ درہم زکوٰۃ ہے۔

اس حدیث شریف کے مطابق چاندی کرنسی کی صورت میں ہو یا زیور کی شکل میں یا خالص ڈلی کے انداز میں ہو اس میں زکوٰۃ ہے۔

چاندی کا نصاب درج بالا حدیث کی روشنی میں دوسو درہم ہے اہل علم کی تشریح و توضیح کی روشنی میں ایک درہم کا برطانوی وزن تین ماشہ ایک رتی اور $\frac{1}{5}$ رتی ہے۔ ایک درہم کے مذکورہ وزن کو جب دوسو سے ضرب دی گئی تو حاصل ضرب چھ سوتیں ماشے ہوئے۔ جس کے تولے بنائے گئے تو ساڑھے باون تولے ہوئے۔

الغرض اعشاری نظام کے مطابق چاندی کا نصاب درج ذیل ہے۔

200 درہم = ساڑھے باون تولہ چاندی = 612.360 گرام چاندی

مروّجہ کرنسی کا نصاب

مشہور یہ ہے کہ رائج الوقت ہمارے کرنسی نوٹ (پیپر کرنسی) سونے یا چاندی کے قائم مقام ہیں لیکن یہ امر سراسر خلاف حقیقت معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ عالمی مارکیٹ میں سونے و چاندی کی قیمت عموماً بڑھتی رہتی ہے جب کہ ہمارے کرنسی نوٹ کی قیمت عموماً کم ہوتی رہتی ہے۔ اگر ہماری کرنسی سونے اور چاندی کے قائم مقام ہوتی تو اس کی قیمت گرنے کی بجائے بڑھتی رہتی۔ لہٰذا یہ کرنسی نوٹ محض

ایک سکہ و کرنسی ہی ہے سونا، چاندی نہیں۔

مذکورہ صورتِ حال کے پیشِ نظر فقہاء کے ہاں یہ بحث چل پڑی کہ موجودہ پیپر کرنسی کی زکوٰۃ دی جائے یا نہیں، چنانچہ بعض اس بات کے قائل ہیں کہ پیپر کرنسی کی زکوٰۃ نہیں دی جائے گی کیونکہ شرعی اعتبار سے نقدی کا اطلاق سونے اور چاندی پر ہوتا ہے اور یہ نوٹ کچھ بھی نہیں ہیں۔ البتہ بعض نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جب تک کاغذی کرنسی کی قیمت سونے یا چاندی کی شکل میں وصول نہ کر لی جائے اور اس پر ایک سال بیت نہ جائے تب تک زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ (دیکھئے الفقہ علی المذاہب الاربعۃ)

اس بارے میں اہل علم کی اکثریت کا یہ مؤقف ہے کہ کرنسی کے نوٹوں پر زکوٰۃ اسی طرح دی جائے گی جس طرح سونے و چاندی میں سے دی جاتی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں کرنسی رائج تھی اس میں سے زکوٰۃ وصول کی جاتی تھی اور وہ درہم و دینار تھے جو چاندی اور سونے کے تھے ہر ایک کا نصاب متعین تھا۔ صاحب نصاب اس کی زکوٰۃ ادا کرتا تھا لہٰذا اسی طرح ہم بھی اپنے دور کی رائج کرنسی نوٹ کی زکوٰۃ ادا کریں گے۔ اس بارے میں ڈاکٹر محمد یوسف قرضاوی کی کتاب فقہ الزکوٰۃ سے ایک اقتباس قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ موصوف لکھتے ہیں:

اب کاروباری معاملات کا دارومدار نوٹوں ہی پر ہے سونے چاندی کے سکے کہیں دکھائی نہیں دیتے۔ آج نوٹوں کو قانون اور رواج نے سرمایہ کی حیثیت دی ہے ان ہی کے ذریعہ اشیاء کی قیمتیں مقرر ہوتی ہیں، کاروباری معاملات طے پاتے ہیں، خرید و فروخت ہوتی ہے، اجرتوں اور تنخواہوں کی ادائیگی بھی ان ہی کے ذریعہ ہوتی ہے اور جو شخص جتنے نوٹوں کا مالک ہوتا ہے اسی کی مناسبت سے اس کے غنی ہونے کا اعتبار کیا جاتا ہے ان نوٹوں میں سونے اور چاندی کی قوت ہوتی ہے چنانچہ ان کے ذریعہ ہر قسم کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، وہ زرِ مبادلہ کا کام دیتی ہیں اور اسی سے منافع

کا پتہ چلتا ہے اس لحاظ سے دیکھئے تو نوٹیں اموال نامیہ ہیں اور ان کی حیثیت وہی ہے جو سونے اور چاندی کی ہے۔

یہ صحیح ہے کہ سونا چاندی نفیس دھات ہونے کی وجہ سے اپنی ایک قیمت رکھتے ہیں۔۔۔۔اگر بالفرض ان کو زر مبادلہ کے طور پر استعمال نہ کیا جانے لگے تب بھی ان کی مالی قیمت برقرار رہے گی لیکن شریعت کی اسپرٹ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس سونے چاندی پر زکوٰۃ محض ان کی مالیت کی بنا پر عائد نہیں کی ہے بلکہ مالیت کے علاوہ ان کا معیار قیمت ہونا بھی شارع کے مدنظر رہا ہے۔

لہٰذا لوگوں سے یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ بعض مسلک نوٹوں کی زکوٰۃ کے قائل نہیں ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ ایک نیا مسئلہ ہے جس کی مثال ائمہ مجتہدین کے زمانہ میں نہیں ملتی کہ اس پر آج کے مسئلہ کو قیاس کیا جاسکے۔ضروری ہے کہ اس مسئلہ کو ہم واقعات اور حالات وظروف کی روشنی میں دیکھیں۔

نوٹوں کی زکوٰۃ کے ضروری ہونے کے وجوہ درج ذیل ہیں:

اولاً اس اعتبار سے کہ بنک نے اپنی ذمہ داری پر اس مال کی ضمانت دی ہے۔گویا یہ مال موجود ہے اور قبضہ میں ہے اگرچہ فقہاء کے نزدیک ہر پہلو سے معروف معنی میں ’’دین‘‘ کی تعریف میں نہ آتا ہو۔

ثانیاً اس اعتبار سے کہ بنک کے خزانہ میں یہ مال محفوظ ہے ان دونوں باتوں کے پیش نظر ان پر زکوٰۃ بالاتفاق واجب ہے۔

ثالثاً اس اعتبار سے کہ ان کی قیمت بنک کے ذمہ واجب الادا ہے لہٰذا فوری وصول طلب قرض ہونے کی حیثیت سے اس کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی جیسا کہ امام شافعیؒ کا مسلک ہے۔

رابعاً اس اعتبار سے کہ معاملات میں ان کی ایک مقرر قیمت ہے اور اشیاء کی قیمتوں

کیلئے وہ معیار کی حیثیت رکھتی ہیں۔اس بنا پر ان کی زکوٰۃ قیاس سے ثابت ہے۔گویا ان پر زکوٰۃ اسی طرح واجب ہے جس طرح پیسوں اور تانبہ کے سکوں پر واجب ہے۔

ہمارے خیال میں اس آخری پہلو کا زیادہ اعتبار ہونا چاہیے یہ لازمی کاغذی نقدی کے حکم میں ہے۔جس پر آج مبادلہ کا انحصار ہے اور ان کے مقابلہ میں سونا چاندی محفوظ رکھنا بنک کے لئے ضروری نہیں ہے اور نہ بنک کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اس کے مبادلہ میں سونا چاندی دے۔

نوٹوں کا جب آغاز ہوا تو ان کی زکوٰۃ کے بارے میں اختلاف ضرور پیدا ہوا اور اس قسم کا اختلاف ہر نئی چیز کے بارے میں پیدا ہوتا رہتا ہے لیکن آج صورت حال بالکل بدل گئی ہے۔آج ان کاغذی سکوں نے ہر ملک میں ڈھلے ہوئے سکوں کی جگہ لی ہے اور سماج کے تمام کام ان ہی کے ذریعہ انجام پاتے ہیں مثلاً مہر کی ادائیگی نوٹوں کے ذریعہ ہوتی ہے اور اس پر شرعاً کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا اشیاء کی قیمت بلا نزاع ان ہی کے ذریعہ چکائی جاتی ہے۔مزدور کو اجرت میں نوٹیں ہی دی جاتی ہیں اور وہ ان کو قبول کرنے سے انکار نہیں کرتا۔جو شخص نوٹیں چراتا ہے وہ چوری کی سزا کا بلا اختلاف مستحق قرار پاتا ہے اسی طرح جو شخص نوٹوں کا ایک خاص مقدار میں مالک ہوتا ہے اسے غنی شمار کیا جاتا ہے ان حقائق کے پیش نظر نوٹوں کی حیثیت شرعی نقدی کی قرار پاتی ہے لہٰذا یہ کس طرح جائز ہوگا کہ ہم فقراء مساکین اور دیگر مستحقین کو اس سے محروم رکھیں۔

نقدی میں زکوٰۃ کے وجوب کی شرطیں

شریعت نے نقدی کی ہر مقدار پر زکوٰۃ عائد نہیں کی ہے بلکہ اس کے لئے کچھ شرطیں مقرر کی ہیں:

(1) نصاب کو پہنچنا (2) ایک سال پورا ہونا (3) اس قدر مقروض نہ ہو کہ ادائیگی قرض کے بعد نصاب زکوٰۃ کی مقدار مال ہی نہ رہے۔

پیپر کرنسی کے نصاب کی تحدید کیلئے معیار سونا ہے یا چاندی؟

اب رہا یہ سوال کہ پیپر کرنسی یعنی نوٹوں کی زکوٰۃ کے لئے سونے (ساڑھے سات تولے کی قیمت کو معیار مقرر کیا جائے یا چاندی (ساڑھے باون تولے) کی قیمت کو بطور نصاب متعین کیا جائے؟

صورت حال یہ ہے کہ مارکیٹ میں سونے کی موجودہ قیمت دس ہزار روپے فی تولہ ہے اس طرح کرنسی نوٹوں کی زکوٰۃ کا نصاب پچھتر ہزار روپے بنتا ہے جب کہ چاندی کی قیمت تقریباً ایک سو پچاس روپے فی تولہ ہے اس حساب سے کرنسی کی زکوٰۃ کے لئے نصاب تقریباً آٹھ ہزار روپے قرار پاتا ہے۔

اس بارے میں اہل علم کی دو آراء ہیں۔ پہلی رائے یہ ہے کہ موجودہ پیپر کرنسی کے نصابِ زکوٰۃ کی تحدید سونے کے نصاب سے کی جائے ان حضرات کے دلائل درج ذیل ہیں:

1۔ چاندی کی قیمت میں عہد نبوت کے بُعد سے بہت زیادہ فرق آچکا ہے جب کہ سونے کی قیمت کافی حد تک مستحکم رہی ہے اور زمانے کے اختلاف سے سونے کے سکوں کی قیمت میں فرق نہیں آیا۔ سونا ہر زمانے میں ایک ہی اندازے کا حامل رہا ہے۔

2۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ شارع کی نظر میں چار اونٹوں یا انتالیس بکریوں کا مالک تو فقیر شمار ہو اور اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہو لیکن جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی کے حساب سے مثلاً آٹھ ہزار روپے نقدی ہو جس سے وہ ایک بکری بھی نہ خرید سکتا ہو تو

اس پر زکوۃ واجب ہو۔ کس طرح اس بیچارے حقیر مال کے حامل کو امیر وغنی تصور کرلیا جائے اوراس پر زکوۃ کی ادائیگی لازم کردی جائے۔

3۔شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اپنی مایہ ناز کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''پانچ وسق اناج اور پانچ اوقیہ چاندی کو نصاب زکوۃ اس لئے قرار دیا ہے کہ یہ مقدار ایک گھرانے کی سال بھر کی ضرورت کے لئے کافی ہے، بشرطیکہ اکثر علاقوں میں قیمتیں معتدل ہوں'' 43/2

شاہ صاحب مرحوم کی درج بالا عبارت کی روشنی میں مذکور فریق کا کہنا یہ ہے کہ کیا اب بھی کسی اسلامی ملک میں ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت سے ایک گھرانے کا پورے سال کا گزارہ ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں، بلکہ یہ رقم ایک متوسط گھرانے کی ایک دن کی ضرورت کے لئے بھی کافی نہیں ہے۔ کیونکہ معیار زندگی بہت بلند ہو چکا ہے۔

4۔اگرچہ چاندی کے نصابِ زکوۃ کے تقرر واجراء میں ''مستحقین زکوۃ'' کا مفاد ہے مگر اس میں مال کے مالکین پر بار بھی پڑتا ہے، ظاہر ہے کہ زکوۃ کے دہندگان صرف بڑے بڑے سرمایہ دار اور اُمراء ہی نہیں ہوتے بلکہ امتِ مسلمہ کے عام افراد بھی زکوۃ دہندگان ہیں۔

دوسرا موقف

دوسری طرف اکثر و بیشتر اہل علم کا موقف یہ ہے کہ کرنسی نوٹوں میں نصاب زکوۃ کی تحدید کے لئے چاندی کا نصابِ زکوۃ معیار ہونا چاہیے۔اس فریق کے درج ذیل دلائل ہیں:

1۔سونے کے نصاب کے بارے میں جو روایات ہیں وہ اکثر عندالمحدثین متکلم فیہ ہیں بلکہ بعض نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، زیادہ سے زیادہ درجہ حسن تک پہنچتی ہیں

جیسا کہ صاحب سبل السلام وغیرہ نے کہا ہے۔ جب کہ چاندی کے نصاب کی صحت پر علماء امت کا اجماع ہے کیونکہ اس بارے میں روایات بھی متعدد ہیں جو یقینی طور پر پایہ صحت کو پہنچتی ہیں حتیٰ کہ وہ روایات بخاری و مسلم کی ہیں جو محدثین کے نزدیک درجہ اول کی روایات ہیں لہٰذا چاندی کے نصاب کی بنیاد مضبوط ہے (حوالہ کیلئے اس کتاب میں ''اوقیہ'' کی بحث دیکھئے)

اس لئے چاندی کے نصاب کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا یہی نصاب قابل ترجیح ہے۔

2۔ ہمارے ہاں پاک و ہند میں کاغذ کے نوٹوں کے اجراء سے پہلے چاندی کا روپیہ رائج تھا سونے کا نہ تھا۔ لہٰذا چاندی کی قیمت کو بنیاد قرار دے کر چاندی کی موجودہ قیمت کے حساب سے ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت نکال لی جائے جو حدّ نصاب ہو۔ اس کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ سعودی عرب میں آج کل بھی کاغذی نوٹوں کو ''وَرِقَه'' کہتے ہیں اور یہی لفظ چاندی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

3۔ چاندی کے نصاب کو کرنسی نوٹوں کے لئے معیارِ نصاب بنایا جائے تو اس میں غرباء و مساکین کا زیادہ فائدہ ہے جو کہ زکوٰۃ کا اصل مقصد ہے کیونکہ اس صورت میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

4۔ نصابِ چاندی کو نقدی کے لئے معیار قرار دینا اس لحاظ سے بھی ضروری ہے کہ کہیں اللہ کا حق ہمارے ذمہ رہ نہ جائے۔ لہٰذا اس اہم دینی فریضہ میں ہر ممکن احتیاط لازم ہے تاکہ کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہ رہے۔ حدیث شریف میں فرمان رسول ہے ''دَعْ مَا يُرِيْبُکَ اِلٰى مَالَا يُرِيْبُکَ. شک والی صورت کو چھوڑ کر ایسی صورت اختیار کرو جس میں تجھے شک نہ ہو (بلکہ یقین ہو) اس فرمان نبوی کا تقاضا ہے کہ چاندی کے نصاب کو معیار قرار دیں تاکہ شک وشبہ کی وادی سے نکل کر ہم یقین کے راستہ پر

آ جائیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ ہم نے دونوں فریقوں کے دلائل آپ کے سامنے بیان کر دیئے ہیں آپ جس مؤقف کو مضبوط سمجھتے ہیں اختیار کر لیجئے۔ البتہ ہمارے نزدیک دونوں نکتہ ہائے نظر میں سے مؤخرالذکر نکتہ نظر راجح اور وزنی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کے حق میں دیئے گئے دلائل نقلی اور عقلی اعتبار سے زیادہ مضبوط اور وزنی ہیں نیز کرنسی کے لئے سونے کا نصاب مقرر کر کے اگر لوگوں کو زکوۃ سے بچانا ہے تو پھر فریق اول کے حضرات گایوں کو کرنسی کے لئے معیارِ نصاب کیوں نہیں قرار دیتے؟ کیونکہ تیس گائیں یا ان کی قیمت جس کے پاس ہو وہ شخص صاحبِ نصاب ہوتا ہے اور یہ قیمت ساڑھے سات تولے سونے سے بڑھ کر ہے۔ ایسی صورت میں مالداروں کو زیادہ فائدہ ہوگا جب کہ اسلام غرباء ومساکین کا فائدہ زیادہ کرتا ہے۔

باقی رہی بات سونے اور چاندی کی قیمتوں میں اُتار چڑھاؤ کی تو یہ آج کا مسئلہ نہیں عہد نبوی میں بھی سونے اور چاندی کی باہمی قیمتوں کے تناسب میں کمی وبیشی ہوتی رہتی تھی کبھی ایک دینار دس درہم کے مساوی ہوتا تو کبھی ایک دینار بارہ درہم کے برابر ہو جاتا تھا۔ (دیکھئے کتاب الاموال لابی عبید قاسم صفحہ 41) لہٰذا مارکیٹ میں سونے اور چاندی کی قیمت کی کمی بیشی سے اسلامی احکام کو نہیں بدلا جاسکتا اسی طرح سونے اور چاندی کا جو حدِ نصاب شارع علیہ السلام نے مقرر فرما دیا ہے اس میں ردوبدل کرنے کا کسی کو کوئی حق نہیں اگرچہ قیمت کا یہ باہمی تناسب کتنا ہی بڑھ جائے

واللہ اعلم بالصواب !

حیوانات کی زکوٰۃ میں نصاب

اونٹ ،گائے ،بکری وغیرہ حیوانات پر زکوٰۃ تب ہوگی جب درج ذیل شرائط پائی جائیں۔

شرائط

1۔حیوانات پر ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہو۔
2۔وہ حیوانات پورا سال یا سال کا اکثر حصہ باہر جنگل میں چرتے ہوں یعنی انہیں چارہ ڈالنے کا کوئی خرچہ نہ آتا ہو۔ایسے جانوروں کو ''حیوانات سائمہ'' کہا جاتا ہے۔
3۔حیوانات غیر عاملہ ہوں یعنی بار برداری ،کھیتی باڑی وغیرہ خدمات کے لئے نہ ہوں بلکہ افزائش نسل اور دودھ گوشت کے لئے ہوں۔
4۔وہ حیوانات مقررہ نصاب کو پہنچ چکے ہوں۔

اونٹوں کی زکوٰۃ کا نصاب اور حساب

اونٹوں کی تعداد	زکوٰۃ
1 تا 4	ان میں کوئی زکوٰۃ نہیں۔
5 تا 9	ایک بکری زکوٰۃ میں دی جائے گی جو ایک سال سے کم عمر کی نہ ہو
10 تا 14	ایسی ہی دو بکریاں زکوٰۃ میں دی جائیں گی۔
15 تا 19	ایسی ہی تین بکریاں زکوٰۃ میں دی جائیں گی۔
20 تا 24	ایسی ہی چار بکریاں زکوٰۃ میں دی جائیں گی۔
25 تا 35	ایک بنت مخاض یعنی ایسی اونٹنی جو اپنی عمر کا ایک سال مکمل کر کے دوسرے میں داخل ہو چکی ہو یا دوسرا سال مکمل کر چکی ہو۔
36 تا 45	ایک بنت لبون یعنی ایسی اونٹنی جو اپنی عمر کا دوسرا سال مکمل کر کے

	تیسرے میں داخل ہو چکی ہو یا تیسرا سال مکمل کر چکی ہو
46 تا 60	ایک حقّہ یعنی ایسی اونٹنی جو اپنی عمر کا تیسرا سال مکمل کر کے چوتھے میں داخل ہو یا چوتھا سال مکمل ہو۔
61 تا 75	ایک ''جذعہ''[1] ایسا اونٹ یا اونٹنی جو عمر کے اعتبار سے چار سال مکمل کر لے اور پانچویں میں داخل ہو یا پانچواں سال بھی مکمل ہو جائے۔
76 تا 90	دو بنت لبون اونٹنیاں زکوٰۃ میں دی جائیں گی۔
91 تا 120	دو حِقّہ اونٹنیاں زکوٰۃ میں دی جائیں گی۔

ایک سو بیس کے بعد جس قدر تعداد میں اضافہ ہوتا جائے اس کی زکوٰۃ کا ضابطہ یہ ہے کہ ہر چالیس اونٹوں میں ایک ''بنت لبون'' اور ہر پچاس اونٹوں پر ایک ''حِقّہ'' دیا جائے گا۔ مثلاً کسی کے پاس 180 اونٹ ہوں تو اسے دو حِقّے اور دو بنت لبون بطور زکوٰۃ ادا کرنا ہوں گی۔ (صحیح بخاری 196/1)

گائیوں کی زکوٰۃ کا نصاب اور حساب

1 تا 29	ان میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔
30 تا 39	ایک ''تبیع'' یا ''تبیعہ''[2] یعنی گائے کا وہ بچہ یا بچی جو عمر کا ایک سال مکمل کر چکا ہو اور دوسرے سال میں داخل ہو۔
40 تا 59	ایک مُسِنّہ[3] یعنی گائے کا وہ بچہ جو دو سال مکمل کر چکا ہو اور تیسرے میں داخل ہو اسے ''ثنیّة'' بھی کہتے ہیں۔

---

[1] اسے ''جذعہ'' اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے دودھ والے اگلے دانت گر چکے ہوتے ہیں۔

[2] اسے ''تبیعہ'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی ماں سے الگ کر دینے کے باوجود اس کا پیچھا کرتا ہے۔

[3] اسے ''مُسِنّہ'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے دودھ کے دانت ختم ہو کر اگلے بڑے دانت نکل چکے ہوتے ہیں

ساٹھ (60) اور اس سے اوپر گائیں ہوں تو ان میں ضابطہ زکوٰۃ یہ ہے کہ ہر 30 پر ایک ''تبیعہ'' اور ہر چالیس پر ایک ''مُسِنّہ'' دیا جائے گا۔

بکریوں کی زکوٰۃ میں نصاب اور حساب

1	تا	39	ان میں کوئی زکوٰۃ نہیں۔
40	تا	120	ایک بکری بطور زکوٰۃ دی جائے گی۔
121	تا	200	دو بکریاں بطور زکوٰۃ ادا کی جائیں گی۔
201	تا	300	تین بکریاں بطور زکوٰۃ ادا کی جائیں گی۔

اس طرح ہر سینکڑے پر ایک بکری زکوٰۃ بڑھتی جائے گی۔
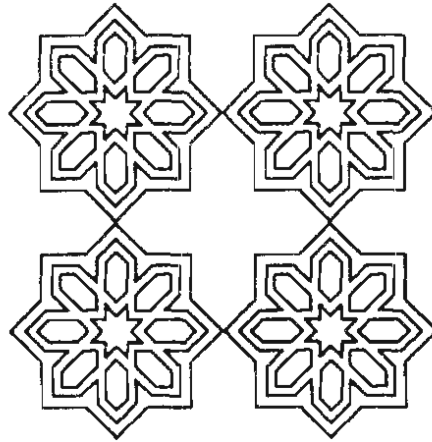
قصر نماز کے لئے شرعی مسافت

سوال یہ ہے کہ ایک مسافر شخص کس قدر مسافت طے کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ نماز قصر کر سکتا ہے۔ اس سے کم میں نہیں؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ قصر نماز کی مسافت کی مقدار میں اہل علم میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ جن میں سے چند اہم اقوال درج ذیل ہیں۔

پہلا قول

جب مطلق سفر کا ارادہ ہو یعنی سفر چھوٹا ہو یا بڑا تو مسافر نماز قصر کر سکتا ہے اگر چہ وہ مسافت ایک میل ہی کیوں نہ ہو۔

''ارادہ سفر'' کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت وغیرہ کے لئے کبھی مدینہ منورہ سے باہر دور تک نکل جایا کرتے تھے تو نماز قصر نہ کرتے تھے۔ باقی رہی ''مطلق سفر'' کی شرط تو اس فریق کا کہنا یہ ہے کہ قرآن مجید یا کسی حدیث شریف میں نماز کی قصر کے لئے مسافت کی کوئی تعیین اور حد بندی بیان نہیں ہوئی لہٰذا مطلق سفر کا ہونا کافی ہے۔

دوسرا قول

اس بارے میں علماء حنفیہ نے اڑتالیس میل کو مسافتِ قصر قرار دیا ہے ان کا کہنا ہے کہ اتنی مقدار مسافت ایک انسان تین دن، تین رات میں پیدل چل کر طے کر سکتا ہے اس مؤقف کی تائید میں دلائل کے متعلق مشہور عالم مفتی محمد شفیعؒ صاحب لکھتے ہیں

''اڑتالیس میل کی تعیین پر ایک حدیث سے استدلال کیا گیا ہے چنانچہ دار قطنی نے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''یَا اَھلَ مَکّۃَ لَا تَقصُرُوا الصَّلٰوۃَ فِی اَدْنیً من اَرْبَعَۃِ بُرُدٍ مِن مَکّۃَ اِلٰی عَسفَانَ'' اے اہل مکہ! چار برید سے کم سفر میں نماز قصر مت کرو جیسے مکہ سے عسفان تک۔(دار قطنی مع التعلیق المغنی 387/2)

اس فریق کا کہنا ہے کہ ایک برید بارہ میل کا ہوتا ہے لہٰذا چار برید اڑتالیس (48) میل ہوئے۔

اس روایت کو بطور دلیل ذکر کرنے کے بعد موصوف مفتی صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں: ''اس روایت کی سند میں اگرچہ ایک راوی ضعیف ہے جیسا کہ عینیؒ نے ذکر کیا ہے۔ تاہم چونکہ مدار اصل مذہب کا تین دن کی مسافت پر ہے اس لئے اس کو محض تائید کے لئے پیش کیا گیا ہے اور تائید میں ضعیف روایت بھی کافی ہے اس لئے استدلال میں کوئی مضائقہ نہیں۔'' (ملاحظہ ہو اوزان شرعیہ از مفتی محمد شفیعؒ)

اس روایت کی سند میں عبدالوہاب بن مجاہد ہے جو کہ ضعیف ہے علاوہ ازیں دوسرا راوی اسماعیل بن عیاش ہے جو حجازیوں اور عراقیوں سے روایت میں ضعیف ہے (دیکھئے التعلیق المغنی 387/2)

تیسرا قول

قصر نماز کے لئے شرعی مسافت کی تعیین کے بارے میں اہل علم کی ایک رائے یہ ہے کہ کسی مسافر کا ارادہ سفر ''نومیل ہاشمی یا اس سے زیادہ تک کا ہو تو وہ جب اپنے شہر کی آبادی سے نکل جائے گا تو نماز قصر کر سکتا ہے۔ اس طرح ان حضرات کے نزدیک مسافت کی حد کم از کم نومیل ہاشمی ہے ہاشمی میل کی مقدار پچھلے صفحات پر بیان ہو چکی ہے۔

اس رائے کے حاملین کی دلیل یہ ہے کہ صحیح مسلم کی واضح اور صریح روایت ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلّمَ اِذَا خَرجَ مَسِيرَةَ ثَلٰثَةِ اَمْيَالٍ أوْ فَراسِخَ قَصرالصلوٰة (صحیح مسلم 242/1) رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ تک جانے کا ارادہ کرتے تھے تو نماز قصر کرتے تھے۔

علامہ نووی وغیرہ نے لکھا ہے کہ میل کا ذکر شعبہ کی طرف سے بوجہ شک کے مندرج ہے اصل میں تین میل کی بجائے ''تین فرسخ'' (نومیل) ہی ہیں نیز احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس حدیث کی روشنی میں زیادہ مسافت (تین فرسخ یعنی نومیل) کو ''مسافت قصر'' قرار دیا جائے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں یہ روایت اس مسئلہ میں سب سے صحیح اور صریح ہے نیز فیصلہ کن ہے۔ اہل حدیث حضرات کی یہی رائے اور معمول بہ ہے یعنی نومیل ہاشمی

9 میل ہاشمی (9 کوس) = ساڑھے تیرہ میل برطانوی = 21.726 کلومیٹر

ہاتھوں کی اُنگلیوں پر گنتی کا طریقہ

اہل عرب کے ہاں یہ امر معروف و مشہور تھا کہ وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر ایک سے لے کر دس ہزار تک گنتی کرلیا کرتے تھے۔ چنانچہ بعض احادیثِ رسول ﷺ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چند روایات ملاحظہ فرمائیں۔

(1) روایت ہے کہ آپ ﷺ جب نماز میں تشہد کے لئے بیٹھا کرتے تھے تو بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھتے اور دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر رکھ کر انگلیوں سے ترپن (53) کی عقد بنالیتے تھے۔ (صحیح مسلم 216/1)

(2) ایک دفعہ آپ ﷺ نے یاجوج ماجوج کے بارے میں بتایا کہ وہ دیوار میں سوراخ کر چکے ہیں پھر اس سوراخ کی مقدار یوں بیان کی گئی ''عَقَدَ تِسْعِيْنَ'' یعنی انگلیوں سے نوے کا عدد بنایا۔ (صحیح بخاری 1046/2)

③ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز کے بعد تسبیحات پڑھ رہے تھے اور انہیں دائیں ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کر رہے تھے۔ (سنن ابی داؤد 556/1)

آیئے اب ہم دیکھتے ہیں کہ اہل عرب دونوں ہاتھوں کی انگلیوں پر ایک سے لے کر دس ہزار تک گنتی کیسے کرتے تھے۔

اکائیاں اکائیوں کے لئے دائیں ہاتھ کی تین انگلیوں (سب سے چھوٹی اور اس کے ساتھ والی اور درمیان والی بڑی انگلی) سے مدد لی جاتی تھی۔ تفصیل درج ذیل ہے

اب آپ دایاں ہاتھ اور انگلیاں مکمل طور پر کھول کر سیدھی کرلیں اور یوں اکائیاں بناتے جائیں۔

ایک = سب سے چھوٹی انگلی (خنصر) کو ہتھیلی کے چھوٹی انگلی کے قریب ترین حصے کے ساتھ ملا کر بند کرلیں۔

دو = اب چھوٹی انگلی کے ساتھ والی انگلی (بنصر) کو بھی ہتھیلی کے بنصر انگلی کے قریب ترین حصے کے ساتھ ملا کر بند کرلیں۔

تین = اب درمیانی انگلی کو بھی ہتھیلی کے درمیانی انگلی کے قریب ترین حصے کے ساتھ ملا کر بند کرلیں۔ (اس طرح تین کے عدد تک تینوں انگلیاں بند ہوگئیں)

چار = آپ کی تینوں انگلیں بند ہیں تو اب آپ صرف چھوٹی انگلی کو کھول کر سیدھا کرلیں۔

پانچ = پھر چھوٹی انگلی کے ساتھ والی (بنصر) کو بھی کھول کر سیدھا کرلیں۔

چھ = چھوٹی انگلی کے ساتھ والی (بنصر) کو حسب مذکور بند کرلیں اور باقی ساری انگلیاں کھول کر سیدھی کرلیں۔

سات = صرف چھوٹی انگلی کو ہتھیلی کے اندر انگوٹھے کی جڑ کے ساتھ ملالیں اور ساتھ

والی بند انگلی (بنصر) کو کھول لیں ۔

آٹھ = چھوٹی انگلی جو انگوٹھے کی جڑ کے ساتھ ملائی گئی تھی اس کے اوپر ساتھ والی (بنصر) انگلی کو بھی ہتھیلی کے اندر انگوٹھے کی جڑ کے ساتھ ملا لیں ۔

نو = درمیان والی انگلی کو بھی ساتھ والی اور چھوٹی انگلی کے اوپر ہتھیلی کے اندر انگوٹھے کی جڑ کے ساتھ ملا لیں ۔ (اب تینوں انگلیاں یکجا ہو چکی ہیں)

دہائیاں

دہائیاں ، دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں (انگوٹھا اور انگشت شہادت پر گنی جاتی ہیں ۔ وہ اس طرح کہ :

دس = انگوٹھے کا سرا شہادت والی انگلی کے سرے پر باہر کی طرف اس جانب پر رکھیں جو انگوٹھے کی طرف ہے ۔

بیس = انگوٹھے کو شہادت والی اور درمیانی دونوں انگلیوں کے درمیان داخل کریں

تیس = انگوٹھے کا سرا شہادت والی انگلی کی اس جانب پر رکھیں جو درمیانی انگلی کی طرف ہے یعنی دس والی شکل کے برعکس ۔

چالیس = انگوٹھے کا سرا انگشت شہادت کی درمیانی گرہ پر رکھ لیں اور انگوٹھے کے سرے کو انگشت شہادت کی جڑ کی طرف تھوڑا سا جھکا لیں ۔

پچاس = انگوٹھے کے سرے کو انگوٹھے کی جڑ کی طرف اس طرح جھکا لیں کہ انگوٹھا جھک کر انگشت شہادت کی آخری گرہ کے نیچے آ جائے ۔

ساٹھ = انگشت شہادت کا سرا انگوٹھے کی پشت کی ناخن کی طرف گرہ پر رکھ لیں یعنی چالیس والی صورت کے برعکس ۔

ستّر = انگوٹھے کا سرا انگشت شہادت کی درمیانی گرہ پر یوں رکھیں کہ انگشت

شہادت کے سرے کو انگوٹھے کی طرف مائل کریں یعنی انگوٹھے کے اوپر جھکا دیں۔

اسّی = انگشت شہادت کو انگوٹھے کی جڑ کی طرف جھکائیں کہ انگوٹھا انگشت شہادت کی اس جانب کے ساتھ لگ جائے جو انگوٹھے کی طرف ہے۔

نوے = انگشت شہادت کا سرا انگوٹھے کی جڑ پر رکھیں پھر انگوٹھے کو انگلی کے ساتھ ملا دیں (کہ اندر گول دائرے کا سوراخ بن جائے)

نوٹ: یوں اس طرح آپ دائیں ہاتھ کی پانچوں انگلیوں پر ننانوے تک گنتی کر سکتے ہیں۔

سینکڑے

جس طرح آپ نے دائیں ہاتھ کی تین انگلیوں پر اکائیاں شمار کی تھیں اسی طرح بائیں ہاتھ کی تین انگلیوں پر اکائیوں کی بجائے سینکڑے شمار کرتے جائیں یوں آپ نو سو تک گنتی کر سکتے ہیں۔

ہزار

جس طرح آپ نے دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں (انگوٹھا اور انگشت شہادت) پر دہائیاں شمار کی تھیں اس طریقے سے بائیں ہاتھ کی انھیں دو انگلیوں پر دہائیوں کی بجائے ہزار کے اعداد شمار کرتے جائیں اس طرح بالآخر آپ نو ہزار تک گنتی کر سکیں گے۔ پھر 999 تک گنتی کر کے آخری دفعہ ہاتھ کھول دیں تو دس ہزار تک شمار کر لیں گے۔

زوال کا وقت معلوم کرنے کا طریقہ

زوال کا وقت معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی روز سورج طلوع ہونے سے تھوڑی دیر بعد تقریباً ایک فٹ زمین یا مکان کی چھت کی سطح لیبل کے ساتھ ہموار کر لیں پھر تین چار انچ پرکار کھول کر اس سطح پر ایک دائرہ بنا لیں۔ اس کے بعد دائرہ کے قطب (مرکزی نقطہ) پر دو تین انچ لمبا ایک دو سوتر موٹا سریا یا اس کے مساوی لکڑی گاڑ

دیں بایں طور کہ وہ شاکول (ساہل) کے ساتھ سیدھے ہوں شروع شروع میں اس سریے یا لکڑی کا سایہ بطرف مغرب دائرہ سے باہر ہوگا۔ جب وہ سایہ سمٹتے سمٹتے دائرہ کی لکیر پر ٹھیک برابر ہو جائے تو وہاں (مدخل ظل در دائرہ) پر نشان لگا لیں پھر سایہ کا دائرہ سے بجانب مشرق نکلنے کا انتظار کریں جب سایہ بڑھتے بڑھتے دائرہ کی لکیر پر پہنچے تو وہاں بھی (مخرج ظل از دائرہ) نشان لگا دیں، پھر مدخل ظل اور مخرج ظل والے دونوں نشانوں کے درمیان والے فاصلہ کی تنصیف کر کے عین وسط میں ایک نقطہ لگا دیں۔ اس کے بعد جنوباً شمالاً ایک خط کھینچیں بایں طور کہ وہ شمالی محیط دائرہ سے شروع ہو کر مدخل اور مخرج کے عین وسط والے نقطہ سے گذرتا ہوا مرکز دائرہ کے نقطہ پر ہوتا ہوا دوسری جانب والے محیط جنوبی پر ختم ہو اور دائرہ کی تنصیف کر دے۔ یہ خط خطِ نصف النہار کہلاتا ہے۔ یہ عمل ایک دن میں ہوگا۔ اب دوسرے دن ساڑھے گیارہ بجے کے قریب اس دائرہ کے پاس بیٹھ جائیں جب دائرہ کے مرکز میں نصب شدہ سریے یا لکڑی کا سایہ خطِ نصف النہار پر پہنچ جائے تو سایہ کے آخری سرے پر خط نصف النہار میں نشان لگا دیں۔ یہ وقت وقتِ زوال ہے اور خط نصف النہار میں نشان سے لے کر سریے یا لکڑی کی جڑ تک یا مرکز دائرہ تک سایہ فیئ زوال ہے اس فیئ زوال کی پیمائش کر لیں اب سایہ جونہی خطِ نصف النہار سے بجانب مشرق بڑھنا شروع ہوگا ظہر کا وقت شروع ہو جائے گا اور بڑھتے بڑھتے جب سایہ سریے یا لکڑی کی پیمائش جمع فیئ زوال کی پیمائش کے برابر ہو جائے گا تو ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جائے گا اور اس وقت سایہ ایک مثل ہوگا کیونکہ ایک مثل فیئ زوال کو نکال کر ہے۔

خلاصہ کتاب

اسلامی کرنسی کی جدول اور اس کا موجودہ وزن

نمبر شمار	نام	ہندی برطانوی وزن	اعشاری وزن
1	قیراط ــــ عند المحدثین	$2\frac{1}{10}$ رتی	255.1 ملی گرام
2	قیراط ــــ عند الفقہاء	$1\frac{4}{5}$ رتی	218.7 ملی گرام
3	دانق ــــ عند المحدثین	$4\frac{1}{5}$ رتی	510.3 ملی گرام
4	دانق - عند الفقہاء	$7\frac{1}{5}$ رتی	874.8 ملی گرام
5	درہم	3 ماشہ $1\frac{1}{5}$ رتی	3.061 گرام
6	دینار	4 ماشہ 4 رتی	4.374 گرام
7	استار	1 تولہ 8 ماشہ 2 رتی	19.683 گرام
8	نش	1 چھٹانک 3 ماشے	61.236 گرام
9	اوقیہ	2 چھٹانک 6 ماشے	122.472 گرام

اسلامی اوزان کی جدول اور اُن کا موجودہ وزن

نمبر شمار	عربی پیمانہ	ہندی برطانوی وزن	اعشاری وزن
1	خردل	$\frac{1}{16}$ رتی	7.59 ملی گرام
2	چاول	$\frac{1}{8}$ رتی	15.18 ملی گرام
3	حبہ	$\frac{1}{48}$ درہم	63.78 ملی گرام
4	طسوج	$1\frac{1}{20}$ رتی	127.57 ملی گرام

نمبر	عربی پیمانہ	ہندی برطانوی وزن	اعشاری وزن
	رطل	6 چھٹانک 3 تولے 9 ماشے	393.660 گرام
	مد حجازی	9 چھٹانک	524.880 گرام
	مد عراقی	13 چھٹانک 2 تولے 6 ماشے	787.320 گرام
	صاع حجازی	2 سیر 4 چھٹانک	2. 099520 کلوگرام
	صاع عراقی	3 سیر 6 چھٹانک	3. 149280 کلوگرام
	مکوک حجازی	〃 〃	〃 〃 〃
11	فرق حجازی	6 سیر 12 چھٹانک	6. 298560 کلوگرام
12	فرق عراقی	10 سیر 2 چھٹانک	9.447840 کلوگرام
13	قفیز حجازی	27 سیر مکمل	25.194240 کلوگرام
14	قفیز عراقی	1 من 8 چھٹانک	37.791360 کلوگرام
15	قلہ	2 من 25 سیر 7 چھٹانک 2 تولے 6 ماشے	98.415000 کلوگرام
16	وسق حجازی	3 من 15 سیر	125.971200 کلوگرام
17	وسق عراقی	5 من 2 سیر 8 چھٹانک	188.956800 کلوگرام
18	کر حجازی	40 من 20 سیر	1511.654400 کلوگرام
19	کر عراقی	60 من 30 سیر	2267.481600 کلوگرام
20	نصاب زکوۃ سونا	7 تولے 6 ماشے	87.480 گرام
21	نصاب زکوۃ چاندی	52 تولے 6 ماشے	612.360 گرام

لمبائی کے اسلامی پیمانوں کا نقشہ اوران کی موجودہ پیمائش

نمبر شمار	نام پیمانہ	ہندی برطانوی پیمائش	اعشاری پیمائش
1	انگلی (چوڑائی میں)	$\frac{3}{4}$ انچ	19.05 ملی میٹر
2	قُبضہ (مٹھی)	6 انچ	152.40 ملی میٹر
3	شبر (بالشت)	9 انچ	228.60 ملی میٹر
4	ذراع (ہاتھ)	8 انچ	457.20 ملی میٹر
5	باع	2 گز	1.828 80 میٹر
6	خطوہ (قدم)	1 فٹ	304.80 ملی میٹر
7	ہاشمی میل	2625 گز	2.400 300 کلومیٹر
8	فرسخ	4 میل 835 گز (انگریزی)	7.200 900 کلومیٹر
9	برید	17 میل 1580 گز (انگریزی)	28.803 600 کلومیٹر
10	مسافت قصر (عند السلفیہ)	تقریباً ساڑھے 13 میل (انگریزی)	21.726 144 کلومیٹر
11	مسافت قصر (عند الحنفیہ)	48 میل مکمل (انگریزی)	77.248 512 کلومیٹر

- علمِ میراث پر ایک اہم درسی کتاب
- کتاب و سنت کے دلائل سے آراستہ
- جدید اور سلیس عربی زبان
- صفحہ کے ذیل میں ہر حدیث کی تخریج و تعلیق
- ہر بحث کے آخر میں مشقیں اور سوالات
- حاشیہ میں مشکل مقامات کا حل
- متعدد دینی مدارس میں شاملِ نصاب

- فقہ المواریث (عربی) کا اُردو ترجمہ
- سلیس اُردو اور شگفتہ زبان
- کتاب کے آخر میں "یتیم پوتے کی میراث" پر ایک مقالے کا اضافہ
- جدید اور اعلیٰ کتابت وطباعت

- روزمرہ کی مسنون اہم دُعائیں اور اُن سے متعلقہ ضروری مسائل
- ضعیف روایات سے پاک صحیح احادیث کا مجموعہ
- آخر میں مجاہدین اور ائمہ مساجد کی خدمت میں انمول دُعائیہ کلمات کا تحفہ
- پاکٹ اور کتابی دونوں سائزوں میں دستیاب ہے
- قرآنی رسم الخط میں اعلیٰ کتابت اور دلکش طباعت

- سُنتِ رسول ﷺ کے مطابق حج اور عمرہ کے مسائل پر مشتمل کتاب
- موضوع اور ضعیف روایات سے پاک
- مقاماتِ حج کا تعارف خوبصورت تصاویر کیساتھ
- حجرہ عائشہؓ، مقبرۃ البقیع میں اہم قبور کا نقشہ ــ اور علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کی قبر کی نشاندہی
- پاکٹ سائز
- اعلیٰ طباعت

- دو ہزار سے زائد منتخب خوبصورت ناموں کا مجموعہ
- اسماء حسنیٰ، اسماء انبیاء اور صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے علاوہ محدثین و فقہا، قائدین و مجاہدین، شعراء و شہدا کے ناموں کے الگ الگ ابواب
- کتاب کے آغاز میں کتاب و سُنت کی روشنی میں "بچوں کے حقوق" کا بیان
- کتاب کے آخر میں جدید ناموں کی فہر
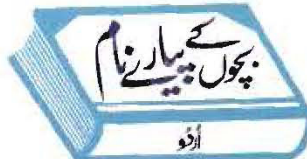
اسلامی اوزان
اُردو

- عہدِ نبویؐ میں موجود مُد، صاع، درہم، دینار، اوقیہ، ذراع، میل وغیرہ کی تحقیق
- موجودہ دور میں اسلامی اوزان وغیرہ کی سیر حاصل توضیح و تشریح
- ہاتھوں کی انگلیوں کی گرہوں پر دس ہزار تک گنتی کا عربی انداز۔
- دیدہ زیب کتابت وطباعت۔